نفت روزہ
خدام الدین
لاہور پاکستان

بانی
شیخ التفسیر
حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ

مدیر اعلیٰ
حضرت مولانا عبیداللہ انور

30/33

زندگی

جناب ڈاکٹر لال دین اخگر
ایم اے، پی ایچ ڈی
شیخوپورہ

زندگی تاب و تعب کی اک عجب تصویر ہے
یہ نشاط و درد و غم کے خواب کی تعبیر ہے
یہ شہنشاہوں کو دکھلاتی ہے لاکھوں انقلاب
اور گداؤں کے مقدّر کی نئی تعمیر ہے
اس کی صبح ہے شبِ تاریک سے تاریک تر
اس کی شب میں کرمکِ شب کی گہ تنویر ہے
لغزشیں چاروں طرف، گرداب ہیں ہر چار سُو
زندگی! زیرِ فلک تیری یہی تقدیر ہے
گاہ مُورِ ناتواں، اور گاہ فخرِ عرشیاں
ابنِ آدم! تیری مٹّی میں عجب تاثیر ہے
ایک مصرعہ میں بتا دوں شرحِ قرآنِ مبیں!
خاکِ پائے مصطفیٰ اکسیر ہے، اکسیر ہے

زندگی کشتِ عمل ہے آخرت کے واسطے!
اور اِدھر پاؤں میں تیرے بُوالہوس زنجیر ہے!

مطبوعاتِ انجمن خدام الدین لاہور پاکستان

-/۲ روپے

احادیثُ الرّسُول صلی اللہ علیہ وسلم

انتظار حسین اسعد قادری

اللہ کیلئے آپس میں محبت کرنیوالے اللہ کے محبوب ہو جاتے ہیں

حضرت معاذ بن جبل رضؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے کہ میری محبت واجب ہے ان لوگوں کے لئے جو باہم میری وجہ سے محبت کریں اور میری وجہ سے اور میرے تعلق سے کہیں جُڑ کر بیٹھیں۔ اور میری وجہ سے باہم ملاقات کریں اور میری وجہ سے ایک دوسرے پر خرچ کریں۔

(موطا امام مالک، معارف الحدیث)

حضرت عمر رضؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ کے بندوں میں کچھ ایسے خوش نصیب بھی ہیں جو نبی یا شہید تو نہیں ہیں لیکن قیامت کے دن بہت سے انبیاء اور شہداء ان کے خاص مقام قرب کی وجہ سے ان پر رشک کریں گے صحابہ رضؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمیں بتلا دیجئے کہ وہ کون بندے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا یہ لوگ وہ ہیں جنہوں نے بغیر کسی رشتہ اور قرابت کے اور بغیر کسی مالی لین دین کے محض خوشنودی خداوندی کی وجہ سے باہم محبّت کی۔ پس قسم ہے خدا کی ان کے چہرے قیامت کے دن نورانی ہوں گے بلکہ سراسر نور ہوں گے اور وہ نور کے منبروں پر ہوں گے اور عام انسانوں کو جس وقت خوف و ہراس ہوگا اس وقت وہ بے خوف اور مطمئن ہوں گے اور جس وقت عام انسان مبتلائے غم ہوں گے وہ اس وقت بے غم ہوں گے اور اسی موقع پر آپؐ نے یہ آیت پڑھی۔ اَلَا اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَاخَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَاھُمْ یَحْزَنُوْنَ ہ

(سنن ابی داؤد)

حضرت معاذ بن جبل رضؓ بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ مجھ پر واجب ہے کہ میں ان لوگوں سے محبت کروں جو لوگ میری خاطر آپس میں محبت اور دوستی کرتے ہیں اور میرے ذکر کے لئے ایک جگہ جمع ہو کر بیٹھتے ہیں اور میری محبّت کے سبب ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں اور میری خوشنودی چاہنے کے لئے ایک دوسرے کے ساتھ نیک سلوک کرتے ہیں۔

(احمد، ترمذی)

نیک لوگوں کے پاس بیٹھنا

حضرت ابو رزین سے روایت ہے ان سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تم کو ایسی بات نہ بتلاؤں جس پر اس دین کا (بڑا) مدار ہے۔ جس سے تم دنیا و آخرت کی بھلائی حاصل کر سکتے ہو۔ ایک تو اہلِ ذکر کی مجالس کو مضبوط پکڑ لو (اور دوسرے) جب تنہا ہوا کرو جہاں تک ممکن ہو ذکر اللہ کے ساتھ زبان کو متحرک رکھو (اور تیسرے) اللہ تعالیٰ ہی کے لئے محبت رکھو، اور اللہ تعالیٰ ہی کے لئے بغض رکھو،

(بیہقی فی شعب الایمان)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہفت روزہ خدام الدین لاہور

جلد ۳۰ شمارہ ۳۳

رئیس الادارہ
حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ

مجلس ادارت
مولانا محمد اجمل قادری
عبدالرشید انصاری
ظہیر میر ایڈووکیٹ
انتظار حسین اسعد قادری

فی کاپی: -/۲ روپے

پاکستان میں بذریعہ ڈاک
سالانہ ۵۲ شمارے -/۸۰ روپے
ششماہی ۲۶ شمارے -/۴۵ روپے

۱ جمادی الثانی ۱۴۰۵ھ

نقطۂ نظر

حنیف رامے کا کلمۂ رواداری

عقیدۂ ختم نبوّت کی عظمت و اہمیت سے ناواقفیت کا شاخسانہ

"کلمہ طیبہ" کلمۂ اسلام ہے۔ قادیانی چاہتے ہیں کہ دل میں تو ایمان رکھیں سامراج کے ساختہ کاذب و دجّالِ مرزا غلام احمد قادیانی کی جھوٹی نبوّت کا اور سینے پر بیج سجائیں محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے کلمۂ نبوّت و رسالت کا تاکہ دنیا کی نظروں میں دھول جھونک کر عقیدۂ ختم نبوّت کے تخت و تاج کو تاراج کر سکیں۔ مگر جناب حنیف رامے کو اعتراض ہے علماء کرام، اسلامیانِ پاکستان اور حکومتِ پاکستان پر کہ وہ مرزائیوں کو ایسا کیوں نہیں کرنے دیتے۔ بات سمجھائی جا سکتی ہے مگر اس شخص کو جو سمجھنے کے لئے تیار ہو جس کے دماغ میں انتشار فکر کی لکیریں لمبی نہ ہو گئی ہوں مگر جس نے پہلے ہی ہمچو ما دیگرے نیست کا صنم کدہ آباد کر رکھا ہو اس کے سامنے بات کرنا بھینس کے آگے بین بجانے کے مترادف ہے۔

بیاں میں نکتۂ توحید آ تو سکتا ہے
ترے دماغ میں بُت خانہ ہو تو کیا کہیے

فیصل آباد کے بیس بائیس مرزائیوں کو کلمہ طیبہ کے بیج لگانے کے جرم میں گرفتاری عمل میں آنے کی خبر پڑھ کر

ناشر: مولانا عبید اللہ انور ● مقام: اندرون شیرانوالہ گیٹ لاہور ● مطبع: [illegible]

دس فروری کو حنیف رامے صاحب کا دل ڈھل گیا مگر وہ کہتے ہیں ٹھنڈے دل سے سوچیں میں احمدی نہیں ہوں میرے دور و نزدیک کے رشتہ داروں میں کوئی احمدی نہیں مگر مرزائیوں کی گرفتاری کی خبر پڑھ کر ان کا دل ضرور دہل گیا ہے ـــــ ہمیں اچھی طرح یاد ہے کہ ۱۹۷۴ء میں بھی ایک مرتبہ رامے صاحب کا دل وزارتِ اعلیٰ کے عین عہدِ شباب میں ڈھل گیا تھا جب ان کی عوامی حکومت کی ہزار روکاوٹوں کو توڑ کر جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبیداللہ انور مسجد وزیر خاں جا پہنچے تھے۔ مجلس عمل تحفظ ختم نبوّت نے لاہور میں پہلے احتجاجی جلسے کا اعلان کر رکھا تھا۔ پولیس کے بے وردی اور باوردی سپاہی صبح سے تعمیل حکم کے لئے اِدھر اُدھر منڈلاتے رہے لیکن حضرت مولانا عبیداللہ انور تین بجے کے قریب گھر سے نکلے اور علالت کے باوجود انتہائی سبک رفتاری سے اپنے عقیدت مندوں کو ساتھ لئے اعظم کلاتھ مارکیٹ کے راستے سے مسجد وزیر خاں جا پہنچے جہاں زندہ دلان لاہور ہزاروں کی تعداد میں ان کا انتظار کر رہے تھے مگر پولیس کی قطاریں بھی دیواریں بنی ہوئی تھیں انہوں نے مولانا انور کو مسجد کی ڈیوڑھی میں اندر جانے سے روک دیا، پھر ہنگامہ ہُوا، آنسو گیس اور لاٹھی چارج نے اہلِ لاہور کی غیرت ایمانی کو جگا دیا تو رامے صاحب کا دل ڈھل گیا۔ دوسرے روز پنجاب اسمبلی میں کھڑے ہو کر بحیثیت وزیر اعلیٰ انہوں نے قادیانیوں سے اپنی "رواداری" کا اعادہ کرتے ہوئے یہ جھوٹ تراشا کہ مولانا عبیداللہ انور چارپائی پر لیٹ کر دھوکہ دے کر مسجد وزیر خاں پہنچ گئے تھے۔ یعنی رامے صاحب نے تو پورا انتظام کر رکھا تھا کہ مولانا کو گھر سے باہر آتے ہی حراست لے لیا جائے اور مسجد وزیر خاں کے اجتماع کو ناثر دیا جاسکے کہ لوگوں کو آگے کرکے مولانا عبیداللہ انور اور دیگر رہنما خود غائب ہوگئے ہیں لہٰذا قادیانیوں کا کچھ بگاڑا نہیں جا سکتا مگر مولانا مسجد وزیر خان پہنچ گئے۔

مطلب یہ ہے کہ رامے صاحب جب قادیانیوں کو خوش کرنے، ان کی ہمدردیاں بلکہ نوازشات حاصل کرنے کے لئے اپنے منصب کا خیال کئے بغیر اسمبلی میں کھڑے ہو کر غلط بیانی کر سکتے ہیں تو ان کی جانب سے آج قادیانیوں کے لئے کلمۂ رواداری کا اجراء کوئی عجیب بات نہیں۔

رامے صاحب کہتے ہیں کہ اگر مرزائیوں کو اسلام کا کلمہ استعمال کرنے سے روکا گیا تو "کلمۂ اسلام"، "کلمۂ دشمن" بن جائے گا۔ ان کے نزدیک اس وقت پاکستان میں جماعت احمدیہ کے ساتھ غیر عادلانہ رویّہ برتا جا رہا ہے وہ کہتے ہیں "اس ملک میں جماعت احمدیہ کے سیاسی، اقتصادی، سماجی اور مذہبی حقوق بھی محفوظ دکھائی نہیں دیتے۔ میری سوچی سمجھی رائے ہے کہ قومی سطح پر یہ ایک ناروا زیادتی ہے اس کا تدارک ہونا چاہئے"۔

رامے صاحب نے بڑی دلیری کے ساتھ یہ بھی لکھا ہے کہ "میں سمجھتا ہوں کہ جماعت احمدیہ کے سلسلہ میں اہل پاکستان اور حکومت پاکستان کو از سرِ نو غور کرنا ہوگا"۔

سب سے پہلے تو ہم قادیانیوں کو مبارکباد پیش کرتے ہیں کہ مرزا طاہر کے فرار کے بعد ان کی جماعت جو چند ماہ سے پاکستان میں قیادت، رہنمائی اور نمائندگی سے محروم چلی آ رہی تھی اس کا کام بن گیا ہے کہ رامے صاحب جیسا مدبّر، مصوّر، ادیب، صحافی، خطیب اور سیاست دان خم ٹھوک کر ان کی ترجمانی اور حقوق کے تحفّظ کے لئے میدان میں آ گیا ہے "ہو جالو" کا نعرہ لگاؤ، بھنگڑا اور لڈی ڈالو۔ ہم قادیانیوں کو مشورہ دیتے ہیں کہ رامے صاحب کو اپنا قائد مان لیں یعنی اپنی جماعت کا یا سب ان کی پارٹی میں شامل ہو جائیں، اس طرح ان کا بھی کچھ بن جائے گا پھر دیکھیں وہ کیسی مساوات قائم کرتے ہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ رامے صاحب نے پاکستان کی مسلمان اکثریت اور اس کے تند و تیز مذہبی ترجمانی کی مخالفت مول لینے کا جو بیڑا اٹھایا ہے وہ اسے بیچ سمندر غرق نہیں کریں گے اٹھائے ہی رکھیں گے۔ ع

بدنام گر ہوں گے تو کیا نام نہ ہوگا

البتہ شمع ختم نبوّت کے پروانوں، پاکستان کے مسلمانوں کو ہم یہ ضرور بتائیں گے کہ اسلام کا کلمہ "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" اللہ کی توحید اور سرکارِ مدینہ کی رسالت کا کلمہ ہے۔ قادیان کی انگریزی نبوت کا اس کلمے پر کوئی حق نہیں، کسی مرزائی کا اپنے گھر کسی دیوار پر کلمہ طیبّہ لکھنا یا اپنے سینے پر کلمہ کا بیج لگانا اس سے بھی زیادہ خلاف عقل اور بڑا دھوکا ہے کہ کوئی گندگی کے ٹوکرے پر گلاب کے پھول ڈال کر آواز لگائے کہ "ہے کوئی پھولوں کے ٹوکرے کا خریدار؟" اور اس بدذائقی اور پھولوں کلیوں کی بے آبروئی سے منع کرنے پر کہے۔ جناب! یہ میرا حق ہے آپ کون ہوتے ہیں مجھے روکنے والے پھولوں پر آپ اپنی اجارہ داری قائم کرنا چاہتے ہیں۔ قادیانی جماعت گندگی کا ڈھیر ہے وہ مسلمانوں کے کلمہ طیبہ، نماز، قرآن صحابہ اور نبی کی اصطلاحات کے پھول انگریز کے وفادار اور اسلام کے غدّار غلام احمد قادیانی کی ارتھی پر سجا کر گلشن اسلام کی توہین اور تذلیل کرتے ہیں اور مسلمانوں کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں کہ جہنم کے مردے کو جنّت کا شہزادہ سمجھ کر ان پر ایمان لے آئیں۔ رامے صاحب اپنے دیرینہ دوست جناب کوثر نیازی صاحب کو بھی یہ اجازت دینے کے لئے آمادہ نہ ہوں گے کہ وہ ان کی پارٹی میں تو شامل نہ ہوں مگر اپنے سینے پر "مساوات" کا بیج لگائیں مگر وہ قادیانیوں کو اس دجل و فریب کی اجازت دے دینے کو عدل سمجھتے ہیں کہ وہ انگریزی نبوّت پر بے شک ایمان رکھیں، سامراج کے وفادار بھی رہیں۔ محمّد عربی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ختم نبوّت پر ایمان بھی نہ لائیں اور پھر بھی سینوں پر بیج کلمۂ طیبّہ کا لگائے پھریں۔ مرزائی مرتد ہیں، دائرہ اسلام سے خارج ہیں اور رامے صاحب کے عہدِ اقتدار میں بننے والے آئین کی رُو سے کافر ہیں۔ اسلام، قرآن، کلمہ مسلمانوں کا ہے، خدا نے اپنے آخری نبی کی وساطت سے انہیں دیا ہے ان پر صرف مسلمانوں کا حق ہے۔ قرآن اور کلمہ کی برکات اور صداقت پر اگر کوئی مرزائی ایمان رکھتا ہے اور کلمہ کا بیج سینے پر لگانا چاہتا ہے تو پہلے قادیانیت کے کفر کو سینے سے نکالے اپنے دل کو پاک کرے۔ قرآن یا کلمہ گندی جگہ پڑا ہو تو اسے اٹھانا اس کی حفاظت کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ رامے صاحب تسلّی رکھیں۔ مسلمانوں نے، علماء نے فرض کی ادائیگی کا جو "وطیرہ" اختیار کیا ہے اس سے اسلام کی اشاعت نہیں رُکے گی۔ رامے صاحب قلمکاری سے فریب کاری کر رہے ہیں۔

۱۲ فروری کے جنگ لاہور میں شائع ہونے والے مضمون میں انہوں نے جس بے باکی سے قادیانیوں کی حمایت اور ترجمانی کی ہے اس کا انہیں اپنے مذہب کی رو سے حق ہوگا۔ ہم اپنے مسلمان بھائیوں کے اطمینان کے لئے یہ وضاحت ضروری سمجھتے ہیں کہ فیصل آباد کے بائیس مرزائیوں کو سینوں پر کلمہ طیبہ کے بیج لگانے کے جرم میں گرفتار کرنا انہیں صحابی، ام المومنین، صحابیات اور نبی کی اصطلاحات کو غلام احمد قادیانی اور اس کے متبعین کے لئے استعمال کرنے سے روکنا، اسلام کی مخالفت نہیں اسلام کی آبرو کا تحفظ کرنا ہے۔

رائے صاحب اپنا کام جاری رکھیں۔ اسلام کی اشاعت اور ناموس اسلام کا تحفظ کیسے ممکن ہے؟ یہ اسلام کے خدام، مبلغین اور عاشقان سربکف جانیں یہ ان کا کام ہے وہ خود سوچیں۔ رائے صاحب کو اس فکر اور درد میں گھلنے کی ضرورت نہیں۔ انہیں حق ہے کہ اپنی سیاست کی دکان نئے سرے سے چلانے کے لئے یا لیلائے اقتدار سے دوبارہ ہمکنار ہونے کے لئے قادیانیت رضا و خوشنودی حاصل کریں یا لوگوں کی سوچ کا شکار کھیلنے کے لئے کوئی اور نیا جال پھیلائیں۔ مگر حضرتِ دانشور! دو کشتیوں میں سوار ہونے سے اجتناب کریں۔

آپ کا نقشِ قدم یوں بھی ہے اور یوں بھی۔ حریت پسند، آزاد فکر، سامراج دشمن ہونے کے مدعی ہیں اور برطانوی استعمار کی پیداوار غلامی پسند، جامد فکر قادیانی تحریک سے ہمدردی رکھتے اور اس کی "مہربانیاں" وصول کرنے کی تگ و دو کرتے ہیں، مسلمانوں کو اتحاد رواداری اور عادلانہ رویّہ اختیار کرنے کی تلقین کرتے ہیں اور خود اسلام اور مسلمانوں کے خلاف قادیانیوں کی اشتعال انگیزیوں اور ریشہ دوانیوں کی تائید کرتے ہیں

دو رنگی چھوڑ دے یک رنگ ہو جا
سراسر موم ہو یا سنگ ہو جا

انڈونیشیا میں عیسائی جنرل کی مبیّنہ کارستانیاں

حکومت پاکستان اور اسلامی تنظیمیں خصوصی توجہ کریں

روزنامہ جنگ لاہور ۳۰ جنوری کی ایک خبر کے مطابق آبادی کے لحاظ سے دنیا کے سب سے بڑے مسلمان ملک انڈونیشیا کے بارے میں یہ تشویشناک صورت حال سامنے آئی ہے کہ وہاں کی فوج کے عیسائی سربراہ جنرل مردانی اپنے اثر و رسوخ اور قوت کو استعمال میں لاتے ہوئے نہ صرف اس خطّہ میں عیسائیت کی تبلیغ میں مصروف ہیں بلکہ مسلم افسران اور علماء کے خلاف معاندانہ کارروائیاں بھی کر رہے ہیں۔

خبر کے مطابق مبینہ طور پر جنرل مردانی فوج کا سربراہ بننے کے بعد تیس سے زائد اعلیٰ فوجی افسروں کو جبری ریٹائر کر چکے ہیں ان میں اکثریت مسلمان جرنیلوں کی ہے۔ اس کے علاوہ جاوا، اور سماٹرا کے علاقہ میں دینی اقدار کے احیاء کو کچلنے میں بھی انہوں نے خاصی سرگرمی دکھائی ہے۔ موصوف گزشتہ اکتوبر کے دوران کلیساؤں کی کونسل کا ایک اجلاس کر چکے ہیں جن میں یورپ اور امریکہ کی مسیحی تنظیموں کے نمائندے بھی شریک ہوئے ہیں۔ انہوں نے ملک بھر کا دورہ کر کے علماء سے ملاقاتیں کی ہیں اور انہیں کہا ہے کہ وہ حکومت کے مخالفین کو مساجد میں داخل نہ ہونے دیں۔ اس قسم کے احکامات کی خلاف ورزی پر ۱۳۱ سے زائد علماء گرفتار ہو چکے ہیں اور گزشتہ سال کے دوران جاوا کے سکولوں میں چھ سو سے زائد طالبات کو سر ڈھانپ کر آنے کے الزام میں خارج کیا جا چکا ہے اور تمام سکولوں میں منی سکرٹ اور کھلے گلے کے بلاؤذر پر مشتمل یکساں لباس رائج کر دیا گیا ہے۔

انڈونیشیا ہمارا برادر اسلامی ملک ہے اور اس کے بارے میں ایسی خبروں پر ہر مسلمان کو تشویش ہے۔ ہم حکومت پاکستان، مسلم حکومتوں اور عالمی اسلامی تنظیموں کو توجہ دلانا ضروری سمجھتے ہیں کہ وہ اس صورتِ حال کا سنجیدگی کے ساتھ جائزہ لیں۔ اور انڈونیشیا کے دیندار مسلمانوں اور علماء کو ایک عیسائی جنرل کی مبیّنہ کارستانیوں سے نجات دلانے کے لئے اپنا اثر و رسوخ

مولانا محمد شریف جالندھری کا وصال

مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے جنرل سیکرٹری اور درویش منش عالم دین حضرت مولانا محمد شریف جالندھری ایک عرصہ علالت کے بعد ۱۴ فروری کو ملتان میں انتقال فرما گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

مولانا محمد شریف جالندھری اکابر علماء دیوبند کے تربیت یافتہ دینی رہنما اور اپنے بزرگوں کے صحیح جانشین تھے۔ مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھری رحمۃ اللہ علیہ کی رفاقت نے ان کی فکر و سوچ لب و لہجہ حتیٰ کہ بود و باش اور انداز خورد و نوش پر گہرے اثرات چھوڑے تھے، دو ماہ قبل چنیوٹ میں ختم نبوت کانفرنس کے موقعہ پر ان سے ملاقات ہوئی تو یوں محسوس ہوا جیسے ہم مولانا محمد علی جالندھریؒ سے اس دنیا میں دوبارہ مل رہے ہیں۔ یہ نسبت، یہ تعلق اور محبت و یگانگت بالآخر دائمی ساتھ کے جہان میں منتقل ہو گئی اور مولانا محمد شریف کی روح قفس عنصری سے پرواز کر اپنے پیش رو دوستوں اور بزرگوں کے پاس جا پہنچی۔ جانا تو سب نے ہے مگر کچھ لوگوں کے جانے سے اس جہان فانی کی رونقیں بہت اداس ہو جاتی ہیں اور ان کی موت سے پیدا ہونے والا خلا کبھی پُر نہیں ہوتا۔ جہد و عمل کی راہیں سنسان نظر آنے لگتی ہیں۔ مولانا محمد شریف انہی رجال عظام میں سے تھے ان کی زندگی دین کے لیے خاص طور پر محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کے ناموس تحفظ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے مسلسل جہاد سے عبارت تھی۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں عالمانہ شان اور قائدانہ صلاحیتوں سے نوازا تھا جو انہوں نے اسی عظیم مقصد کے لیے قائم کر رکھی تھیں۔ چنانچہ وہ چھ سال سے مرکزی مجلس تحفظ ختم نبوت کی نظامت و قیادت کے منصب پر فائز پیرانہ سالی کے باوجود اپنے فرائض بطریق احسن انجام دیتے چلے آ رہے تھے۔ ۵۳ء اور ۷۴ء کے بعد ان کے عہد نظامت میں بھی تحریک ختم نبوت نئے تقاضوں کا چیلنج قبول کرتے ہوئے آگے بڑھی اور قادیانیوں کی اشتعال انگیزیوں کے انسداد کے لیے صدارتی آرڈی ننس جاری ہوا۔ مولانا محمد شریف جالندھری نے اس صدارتی آرڈی ننس پر عملدر آمد کے لیے شب روز محنت کی۔ اللہ تعالیٰ ان کی نیکیوں اور قربانیوں کو قبول و منظور فرمائے انہیں حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب نصیب ہو اور جماعت اہل حق کو صبر جمیل کے ساتھ اعدائے ختم نبوت کی ریشہ دوانیوں کا پوری طرح قلع قمع کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

مجلسِ ذکر

قوم نے صحیح نمائندے منتخب نہ کئے تو ملک و ملّت کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچے گا۔

مرتب
عبدالرشید انصاری

اللہ تعالیٰ ان لیڈروں کو ہدایت عطا فرمائے جو انگریز کے چلے جانے کے ۳۷ سال بعد بھی اس کا نظامِ حکمرانی ملک پر مسلط کرنا چاہتے ہیں

پاکستان کے اساسی نظریے کو تسلیم نہ کرنے والے ملک کے مفاد کا تحفظ نہیں کر سکتے

امام الہدیٰ جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم کے ارشادات

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

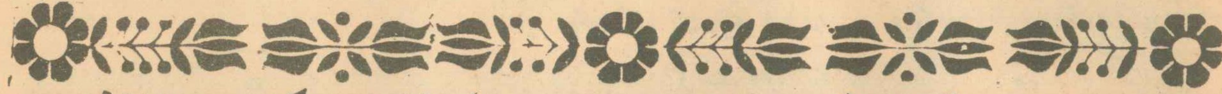
ترجمہ: تم بہترین اُمّت ہو تمہیں بھلائیوں کا حکم کرنے اور برائیوں سے منع کرنے کے لیے پیدا کیا ہے۔

تقدیر کے قاضی کا یہ فیصلہ ہے ازل سے
ہے جرمِ ضعیفی کی سزا مرگِ مفاجات

حضرات محترم! جس طرح آج ملک میں توانائی کا بحران ہے۔ بجلی کی لوڈشیڈنگ ہو رہی ہے اور بجلی ابھی بند ہو گئی ہے۔ یہ پریشانی اور مشکل محض اس لیے پیش آ رہی ہے کہ بجلی کے پیداواری وسائل ملکی ضروریات کے مقابلے میں بہت کمزور اور قلیل ہیں۔ بالکل اسی طرح قوم سیاسی اور دینی طور پر کمزور ہے۔ جس کے باعث مسائل کا اُلجھاؤ روز بروز بڑھتا جا رہا ہے اور لوگوں ...... ---------- کی دین سے ناواقفیت اور عدم تعلق کی بنا پر لادین قوتیں اور آوارہ صفت عناصر اپنی ریشہ دوانیوں میں قدم بڑھاتے چلے جاتے ہیں۔ انتشار و اختلاف ایسا مرض ہے جو کمزوری اور بداعتمادی میں اضافہ کرتا ہے اور اتحاد ایسی قوت ہے جس کے ذریعہ قومیں اور جماعتیں برسوں کا سفر دنوں میں طے کر کے ترقی کی منزلوں سے ہمکنار ہوا کرتی ہیں مگر ہمارا المیہ یہ ہے کہ کامیابی کا کوئی موڑ جب سامنے آنے لگتا ہے تو ہم آپس میں ایک دوسرے سے الگ ہو جاتے ہیں۔ اتحاد انتشار میں بدل جاتا ہے۔ نتیجتاً ہم آگے بڑھنے کے بجائے اور پیچھے چلے جاتے ہیں۔

سات سال کا عرصہ گزر گیا۔ حالات مختلف ہو گئے مگر ہمارے بعض دوست بدلے ہوئے تقاضوں کو سمجھنے سے قاصر ہیں

۷۷ء کی تحریک میں قوم نے سیاسی جماعتوں کے قومی اتحاد پر کامل اتحاد



حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کا نظامِ حکومت نافذ ہو گیا تو پاکستان پر اللہ کی رحمت کے دروازے کھل جائیں گے۔ تمام مسائل حل ہو جائیں گے۔ ملک ترقی کرے گا اور ہم دنیا میں باوقار قوم کی حیثیت سے زندہ رہیں گے۔



کا اظہار کر کے سازگار حالات پیدا کر دیے تھے مگر ملک میں مارشل لاء لگ گیا اور افسوس کی بات یہ ہے کہ وہ متحدہ قوت جو قومی اتحاد کی صورت میں فراہم ہوئی تھی قائم نہ رہ سکی۔ کسی گھر میں جنات کا آنا تو آسان ہے مگر ان کا جانا مشکل ہوتا ہے۔ اسی طرح مارشل لاء کا معاملہ ہے۔ فوج آ تو جاتی ہے مگر صرف چٹکی بجانے سے جایا نہیں کرتی۔ سات سال کا عرصہ گزر گیا۔ حالات کہیں سے کہیں جا پہنچے مگر ہم لوگ ہیں کہ جہاں تھے وہیں کھڑے ہیں۔ ہمارے بعض دوست بدلے ہوئے تقاضوں کو سمجھنے سے قاصر ہیں۔ جدوجہد اور تحریک کے وہ طریقے آج اختیار کرنا مناسب بھی نہیں اور ناممکن بھی ہیں جو ۷۷ء یا اس سے پہلے اپنائے جاتے رہے ہیں۔ ملک کی سلامتی ہر تحریک اور ہر سیاسی لائحہ عمل پر مقدّم ہے۔ جو لوگ سرے سے ملک کے بنیادی نظریے ہی کو تسلیم نہیں کرتے وہ ملک و ملت کے مفاد کو مقدّم کیسے رکھ سکتے ہیں اور ہمیں ایسے لوگوں سے بہرحال ہوشیار رہنا چاہئیے۔ وہ اُمّت جو اُمّتِ خیر ہے۔ جسے نیکیوں اور بھلائیوں کی اشاعت اور برائیوں کا قلع قمع کرنے کے لیے پیدا کیا گیا ہے بڑے دُکھ کی بات ہے کہ اس کے بعض افراد اسلام کی حکمرانی قائم کرنے کے بجائے مادر پدر آزاد سرمایہ دارانہ یورپی جمہوریت کا مُردہ سر پہ اٹھائے پھر رہے ہیں۔ جمہوریت و حریّت اور انسانی شرف و مجد کا تحفّظ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے اس نظامِ حکومت میں ہے جسے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ نے نافذ کر کے دکھایا۔ جس کی برکات نے چودہ صدیاں بیشتر دُنیا کو انصاف سے بھر دیا تھا۔ جس میں کسی عربی کو عجمی پر، عجمی کو عربی پر اور گورے کو کالے پر اور کالے کو گورے پر کوئی فضیلت و برتری حاصل نہ تھی اِلاّ بِالتقویٰ۔ صرف تقویٰ و دیانت باعث عزّ و شرف مانا جاتا تھا۔ اللہ کے بندوں کی زندگی کے دو ہی بنیادی اصول تھے۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کے پیغمبرؐ سے سچا عشق۔ جس نظام کے عہدِ حکمرانی میں جب امیر المؤمنین نے بر سرِ منبر سوال کیا کہ لوگو! اگر میں دین سے اِدھر اُدھر ہو جاؤں اور تمہیں کوئی حکم دوں تو تم کیا کرو گے؟ تو معاً ایک دیہاتی تلوار سونت کر کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا کہ "تلوار سے



سیدھا کر دیں گے۔"

حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا۔ دیکھو سوچ کر بات کرو۔ تم یہ کس کے بارے میں کہہ رہے ہو۔ میں تمہارا سربراہ ہوں"۔

اس بدو نے زور دے کر پھر کہا۔ "ہاں ہاں، آپ نے اگر دین سے ہٹ کر کوئی اِدھر اُدھر کی بات کی تو آپ کو ہم تلوار سے سیدھا کر دیں گے۔"



حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ "الحمد للہ، اب مجھے کوئی غم نہیں۔ میں نے اگر کجروی اختیار کی تو لوگ میری اصلاح کر دیں گے۔"

لوگوں میں جرأت و آزادی اور سربراہ مملکت کی یہ پاک نفسی اسلامی نظام عدل و احتساب نے پیدا کی تھی۔ یورپ و امریکہ یا پیکنگ و ماسکو کو ملجا و ماوٰی ماننے والے اور آج کے غیر اسلامی نظاموں کی تسبیح پڑھنے والے ایسی ایک مثال ہی پیش کر دکھائیں جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے عاشق و متبع اور اسلام کے سپہ سالار نے آج سے چودہ سو سال پہلے قائم کر دکھائی تھی۔ مسلمان اس دین کی محبت میں تو اپنا سب کچھ قربان کر سکتا ہے۔ مغرب کے اس پاگل نظام کے لیے اسے کھلنے اور کھیلنے کی قطعاً ضرورت نہیں جو انسان کو جانوروں سے بھی بدتر مخلوق بنا دیتا ہے۔ جس میں بیٹے کو ماں سے اور باپ کو بیٹی سے کوئی شرم و حیا باقی نہیں رہتی۔ جہاں عورت کو آزادی کا پُر فریب تصور دے کر محنت و مشقت کے ہل میں چوپایوں کی طرح جوت دیا گیا ہے۔ جس نظام میں اقتصادی اور معاشی شعبہ سُود اور لوٹ کھسوٹ کے کانٹوں سے اَٹا ہُوا ہو، ہم اس کے لیے تحریک چلائیں اور اسلامیانِ پاکستان کو فوج کے مقابلے میں سڑکوں پر لاکر گولیوں سے ان کے سینے چھلنی کروادیں، یہ ہم نہیں کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ان لیڈروں کو ہدایت عطا فرمائے جو انگریز کے چلے جانے کے ستئیس (۲۷) سال بعد بھی انگریز کا نظام حکمرانی پاکستان میں رائج کرنا چاہتے ہیں۔

میں یہ بات صاف طور پر کہہ دینا چاہتا ہوں کہ اگر پاکستان میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہٗ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہٗ والا نظامِ خلافت جاری ہُوا تو اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کے دروازے کھُل جائیں گے۔ ہمارے تمام مسائل حل ہوں گے۔ ملک ترقی کرے گا اور دُنیا میں ایک باوقار قوم کی حیثیت سے ہم زندہ رہیں گے اور اگر خدانخواستہ یہاں کوئی لادینی نظام آگیا تو خدا کا عذاب نازل ہوگا۔ کسی کا جان مال محفوظ



نہیں رہے گا۔ ایک دوسرے کی عزتیں لُوٹی جائیں گی۔ ہمارے دشمن پڑوسی ہمیں تر نوالہ بنا لیں گے۔ موجودہ انتخابات میں ملک بڑے نازک دور سے گزر رہا ہے۔ عوام کے شعور کا امتحان ہے۔ اگر صحیح لوگ منتخب نہ ہوئے تو ملک و ملت کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچے گا۔ وہ لوگ سیاسی دیوالیہ پن کا شکار ہیں جو عوام کو صحیح اور دیانت دار نمائندے منتخب کرنے کی تلقین کرنے کے بجائے انہیں ووٹ ڈالنے ہی سے روک رہے

(باقی ۲۸ پر)



نبوّتؐ کا احترام

اللہ کے رسول کا نظامِ زندگی اور ٹائم ٹیبل خدا کی مرضی کے مطابق ہوتا ہے

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبیداللہ انور دامت برکاتہم

بعد از خطبہ مسنونہ :۔

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم :۔

وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ .... تا وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ٥

(صدق اللہ العلی العظیم)

محترم حضرات! سورۂ نساء کی آیت ۶۴-۶۵ آپ نے ملاحظہ فرمائی۔ ان کا ترجمہ یہ ہے :۔

"اور ہم نے کبھی کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اسی واسطے کہ اللہ کے حکم سے اس کی تابعداری کی جائے۔ اور جب انہوں نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا تھا تیرے پاس آتے پھر اللہ سے معافی مانگتے اور رسول بھی ان کی معافی کی درخواست کرتا، تو یقیناً یہ اللہ کو بخشنے والا رحم کرنے والا پاتے۔ سو تیرے رب کی قسم ہے یہ کبھی مومن نہیں ہوں گے جب تک اپنے اختلافات میں منصف نہ مان لیں، پھر تیرے فیصلہ پر اپنے دلوں میں کوئی تنگی نہ پائیں اور خوشی سے قبول کریں۔"

(ترجمہ حضرت لاہوری قدس سرہٗ)

انبیاء علیہم السلام کی بعثت کا مقصد

پہلی آیت کے ابتدائی ٹکڑے میں اللہ تعالےٰ نے انبیاء علیہم السلام کی بعثت کا مقصد بیان فرمایا، کہ اللہ کے رسول دنیا میں کیوں بھیجے جاتے ہیں؟ اس کی واضح اور دوٹوک وجہ یہ بیان کی گئی کہ وہ مطاع ہوتے ہیں ــــ بقول حضرت لاہوریؒ قدس سرہٗ "رسولوں کے بھیجنے کی غرض یہی تھی کہ لوگ انہیں نمونہ بنا کر ان کا اتباع کریں" (ص ۱۳۹)

گویا وہ گمراہ کن عقیدہ جس کا اظہار آج بھی بعض لوگ کرتے ہیں، کہ پیغمبر کی اتباع ضروری نہیں وہ تو محض "پیغام رساں" ہوتا ہے۔ اس کی اللہ تعالےٰ نے ابتداء میں جڑ کاٹ دی اور واضح فرما دیا کہ ان کا اتباع ضروری ہے اس کے بغیر چارہ نہیں۔ یہ مضمون قرآن کریم میں کئی جگہ بیان کیا گیا ہے۔ "اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول" میں یہی بات ذکر ہے۔ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ۔ (جس نے رسول کا حکم مانا اس نے اللہ کا حکم مانا) میں بھی یہی بات ہے۔ سورۂ حشر میں رسول کی بات ماننے اور جس چیز سے وہ روکیں اس سے رُکنے کا حکم ہے۔

الغرض یہ مسئلہ بڑا واضح اور

صاف ہے البتہ "باذن اللہ" کی قید ہے کہ اس کی تابعداری اللہ کے حکم سے ہو ــــــ ظاہر ہے کہ "نبی اللہ" کا نمائندہ ہوتا ہے اور اس کی ہر بات من جانب اللہ ہوتی ہے۔ سورۂ نجم میں اس کی ہر بات کا مدار وحی کو قرار دیا گیا ہے اور بتلایا گیا ہے کہ وہ اپنی خواہش سے کبھی نہیں کہتا ــــــ سورۂ یونس میں کفار کا ایک مطالبہ نقل ہے۔ جس کا مقصد قرآن میں تبدیلی یا ترمیم ہے، لیکن رسول کریم علیہ السلام کو حکم ہوا کہ آپؐ واضح کر دیں کہ میں تو وحی کا پابند ہوں اور بس۔ گویا اللہ کے رسولؐ کا نظام زندگی اور ٹائم ٹیبل خدا کی مرضی کے مطابق ہوتا ہے اور اس کا نطق اور بولنا منشاء ربانی کے تابع۔ سورۂ آل عمران میں صراحت سے فرمایا کہ اللہ کا نبی اپنی نہیں خدا کی بندگی و عبادت کا حکم دینے آیا ہے۔ اس لئے نبی کی اطاعت کو اللہ نے اپنی اطاعت قرار دیا اور اس کو ایمان کے لئے ضروری اور واجب بتلایا۔

پس منظر

دراصل اس سے قبل کی آیات میں منافقین کا ذکر ہے جن کے متعلق فرمایا گیا ہے کہ دعوٰے ان کا تو ایمان کا ہے لیکن اپنے مقدمات کا فیصلہ شیطان سے کرانا چاہتے ہیں (طاغوت۔ شیطان) ــــ حالانکہ انہیں شیطان کی تابعداری سے روکا گیا ہے اور فرمایا، کہ جب انہیں اللہ تعالےٰ کے نازل کردہ حکم اور رسول کریم علیہ السلام کی طرف دعوت دی جاتی ہے تو منافق اعراض کرتے ہیں اور جب شامت اعمال کے سبب مصیبت آپڑتی ہے تو پھر قسموں پر قسمیں کھاتے ہیں کہ ہمارا مقصد بھلائی اور باہمی ملاپ تھا اور بس ــــــ اس کے بعد فرمایا کہ اللہ تعالےٰ ان کے دلوں کے بھید اور بیماریوں سے آگاہ ہیں تم ان سے کوئی تعارض نہ کرو اور مؤثر طریقے سے نصیحت کرتے رہو۔

یہ ذکر فرمانے کے بعد وہ آیات ہیں جو ابتدا میں آپ نے پڑھیں۔ ظاہر کرنا یہ مقصود ہے کہ ایک طبقہ نبوت و رسالت کے احترام سے محروم ہے۔ اور اس محرومی کے سبب اس قسم کی حرکات شنیعہ کا ارتکاب کرتا ہے۔ حالانکہ انہیں سمجھنا چاہیے کہ رسول اپنی طرف سے نہیں اللہ کی بات کہتا ہے اور اسے اللہ تعالےٰ نے ہدایت کا مینار بنا کر بھیجا ہے۔ اس سے مخلصانہ عقیدت اور اس کا احترام و ادب ازبس ضروری ہے۔

نبوّت کا احترام

یہ بات واضح ہے کہ دین ادب و احترام کا نام ہے۔ ہفتہ دو ہفتہ قبل ایک مجلس ذکر کے ضمن میں جو شائع ہو چکی اس مضمون پر مختصراً کلام ہوا ہے۔ جب ہر تعلق والے کا ادب دین نے سکھایا تو نبی جس کے ذریعہ دین ملا اس کا احترام جتنا ضروری ہوگا وہ معلوم ہے۔ لیکن دیکھنا یہ ہے کہ نبوت کے احترام کا تقاضا نبوی تعلیمات کا اتباع ہے جس کو قرآن نے آیت محولہ بالا کے ابتدائی حصہ میں ذکر کیا ہے۔ زندگی کے ہر معاملہ میں نبوی تعلیمات کو نظر انداز کر کے محض رسمی احترام کا دم بھرنا کمال درجہ کی منافقت اور بے دینی ہے جس کے وبال سے انسان محفوظ نہیں رہ سکتا۔

غلطی کا ازالہ کیونکر ہو؟

آیت کے اگلے حصے میں غلطی کے ازالہ کی ترکیب بتائی کہ خواہ مخواہ کی قسمیں کھانا اور اپنی سچائی کے لئے پاپڑ بیلنا بے سود ہے زیادہ قسم کھانے والا تو اعتماد کھو بیٹھتا ہے وہ جھوٹا متصوّر ہوتا ہے۔ سیدھی سادی بات یہ ہے کہ جب غلطی ہو گئی تو اب اخلاقی جرأت کا مظاہرہ کرو، اس کا اعتراف و اقرار کرو اور سچے دل سے توبہ کرو، ندامت کے آنسو بہاؤ اور اپنے خدائے بزرگ و برتر سے معافی مانگو۔ وہ کریم ذات تمہارے گناہ معاف کر دے گی۔ گویا جو گنہگار نادم ہو کر اللہ تعالےٰ کے روبرو توبہ کرے اور پشیمان ہو کر اس سے معافی مانگے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے" (کشف الرحمٰن ج ۱ صـ ۱۳۹) لیکن ترجمہ سے آپ نے اندازہ کیا ہوگا کہ آیت میں استغفار کے ساتھ دو زائد باتیں ذکر ہیں ایک تو خدمت نبوی میں حاضری، دوسرے سرکار دو عالم علیہ السلام کا ان کے لئے استغفار کرنا ــــــ پہلی بات کی وجہ ظاہر ہے کہ یہ نزول قرآن کا دَور ہے۔ سرکار دو عالم علیہ السلام اس دنیا میں تشریف فرما ہیں۔ جن لوگوں نے طاغوت کے پاس جانے کی حماقت کی ان کی اس حرکت سے اللہ کے رسول کے قلب انور کو تکلیف پہنچی تو ظاہر ہے کہ حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد کا لحاظ ازبس ضروری ہے۔ عام مسلمان بلکہ انسان کے دل کو اپنی کسی حرکت سے تکلیف پہنچانا قابل گرفت ہے تو یہ تو ذاتِ رسالت کا معاملہ ہے ــــ اور دوسری بات کی وجہ یہ ہے کہ جب آپ ان کے لئے اللہ سے معافی مانگیں گے تو یہ گویا آپ کے راضی ہونے کی دلیل ہوگی۔ علماء کے بقول آپ کی استغفار بندہ کی کامل توبہ کی قید ہے اور اس میں توفیق توبہ کی زیادتی ہے اور یہ توبہ کا گویا سبب ہے ــــــ مولانا احمد سعیدؒ فرماتے ہیں "کسی بزرگ سے استغفار کی درخواست کرنا اور اپنی توبہ کے ساتھ اس کو بھی اپنے لئے استغفار میں شریک کر لینا اس کے لئے موجب برکت اور موجب قبولیت اور موجب تقویت ہے۔ اس کا انکار ممکن نہیں گو نفس توبہ کے لئے ایسا ضروری نہ ہو"

(کشف الرحمٰن ج ۱ صـ ۱۳۹)

فیصلہ کُن بات

دوسری آیت میں فیصلہ کن بات فرمائی۔ بقول حضرت لاہوریؒ "آپؐ کے اتباع کی یہ صورت ہے کہ اپنے ہر اختلاف میں آپ کو حکم بنائیں اور پھر آپؐ کے فیصلہ پر سر تسلیم خم کر دکھائیں" (صـ ۱۳۹)

مولانا احمد سعیدؒ فرماتے ہیں:-

"اپنے کو مسلمان ظاہر کرنے والے اس وقت تک خدا کے نزدیک مسلمان نہیں ہو سکتے.... جب تک یہ لوگ اس امر کی پابندی نہ کریں کہ آپس کا کوئی جھگڑا ہو ..... وہ آپ سے فیصلہ کرائیں آپؐ کی شریعت اور آپؐ کے قانون کے موافق اس جھگڑے کو طے کرائیں اور جو کچھ آپ طے کر دیں۔ اس پر دل تنگ نہ ہوں (یعنی اس میں شک اور جانبداری کا شبہ نہ محسوس کریں)..... ظاہراً و باطناً اطاعت و فرمانبرداری کے جذبہ سے آپؐ کے فیصلے کو قبول کریں ــــــ شریعت و قانون کی قید اس لئے ضروری ہے کہ آپؐ کی وفات کے بعد آپؐ کو حکم بنانے کا مطلب یہی ہے کہ آپؐ کی شریعت اور آپؐ کے قوانین کی جانب رجوع ہو" (کشف الرحمٰن ج ۱ صـ ۱۳۹ کا ضمیمہ)

گویا اللہ تعالےٰ نے ایک فیصلہ کن بات ارشاد فرمائی کہ سچے مومن اور مخلص مسلمان کا کیا کام ہے! وہ ادھر ادھر دیکھنے کے بجائے اس شریعت غرا کی طرف رجوع کرتا ہے جو نبی امّی علیہ السلام کے واسطہ سے نازل ہوئی..... ان آیات پر اپنے حالات کو تطبیق دیں۔ اگر معاملہ موافق ہے تو الحمد للہ برعکس ہے ــــ تو داورِ محشر کی سخت گیری سے ڈر کر اپنی اصلاح کی کوشش کریں۔ اللہ تعالےٰ حسن عمل کی توفیق سے نوازے۔

باتیں اُن کی یاد رہیں گی

حضرت لاہوریؒ کے ارشاداتِ عالیہ کا مسلسل انتخاب

دُنیا میں رہتے ہوئے ہماری زندگی کا نصب العین فقط آخرت کی کامیابی ہونا چاہئے

دنیا میں کئی نصب العین ہیں۔ کسی کا نصب العین ہے کہ بیٹا بی۔ اے ہوکر اعلیٰ ملازمت پر فائز ہو جائے۔ کسی کا نصب العین ہے کہ اگر پولیس کانسٹیبل بھرتے ہوئے ہیں تو کم از کم ایس۔پی (سپرنٹنڈنٹ پولیس) ہوکر ریٹائر ہو۔ کسی کا نصب العین ہے کہ اگر نائب تحصیلدار بھرتے ہوئے ہیں تو کمشنر بن جائیں۔ خواہ موت پہلے ہی آجائے۔ آخرت کی کامیابی اور جنّت کے داخلہ کی کنتوں کو فکر ہے۔ جنّت میں پہنچانے والے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم ہیں اور آپؐ کے بعد آپؐ کے دروازے کے ملازم اس راستے کی طرف راہنمائی کرتے ہیں۔ اگر دنیا میں آکر آخرت کی فکر نہ کی تو قبر جہنّم کا گڑھا بن جائے گی۔ کئی مسلمانوں کی قبریں جہنّم کا گڑھا بنی ہوئی ہیں، لیکن اس کا ان آنکھوں سے پتہ نہیں چلتا۔ اس کے لیے باطن کی آنکھوں کی ضرورت ہے۔

آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم اللہ تعالےٰ کے محرم راز ہیں۔ آپؐ نے اللہ تعالےٰ سے معلوم کرکے ہمیں تبلا دیا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالےٰ ہر بندے سے یہ سوال فرمائیں گے کہ میرے لیے کیا کر کے لائے ہو یعنے مجھے کتنا یاد کیا تھا۔ نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ کے احکام کی پابندی کہاں تک کی تھی۔ سبحان اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر وغیرہ اذکار کتنے پڑھے تھے۔ میں چاہتا ہوں کہ ہر مرد اور عورت جو مجھ سے وابستہ ہے وہ اس سوال کے جواب میں اللہ تعالےٰ سے قیامت کے دن یہ عرض کرنے کے قابل بن جائے کہ اے اللہ! ہر کام میں تیری رضا مقصود تھی۔ اگر باپ تیرا مخالف تھا تو اس کو چھوڑ دیا تھا مگر تجھے نہیں چھوڑا۔ بیٹا تیرا مخالف تھا تو اس کو چھوڑ دیا تھا مگر تجھے نہیں چھوڑا تھا۔ اسی طرح اگر بھائی تیرا مخالف تھا تو اس کو چھوڑ دیا تھا مگر تجھے نہیں چھوڑا۔

بیس پچیس سال پہلے کا واقعہ ہے۔ سردی کا موسم تھا۔ میں سویا ہُوا تھا۔ رات کو بارہ بجے کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ میں نیچے آیا تو ایک نوجوان اور اس کے ساتھ دو آدمی تھے۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ ہمیں اس نوجوان کے دادا نے آپ کے پاس بھیجا ہے کہ آپ اس کو اجازت دے دیں کہ یہ برات کے ہمراہ باجہ لے جائے۔ اس نے کہا کہ یہ نوجوان اور اس کی والدہ آپ کے سامنے ہاتھ اٹھائے ہوئے ہیں کہ ہم شادی میں باجہ نہیں بجائیں گے۔ اُدھر لڑکی والے باجہ بجانے پر اصرار کر رہے ہیں، اِدھر یہ دونوں مصر ہیں کہ باجہ نہیں بجائیں گے۔ لاہور میں عام دستور ہے کہ نکاح ایک دو دن پہلے کر لیتے ہیں اس بنا پر میں نے دریافت کیا کہ نکاح ہو چکا ہے یا نہیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ پرسوں نکاح ہو چکا ہے۔ میں نے کہا پھر لڑکی والوں کو کہلا بھیجو کہ جب آپ باجے کی شرط ہٹائیں گے

اس وقت ہم آکر لڑکی لے جائیں گے۔ میں نے کہا کہ کھانا تیار ہونا شروع ہو چکا ہو گا، اس لیے آپ مست رہیں۔ جب دیگیں خراب ہوتی نظر آئیں گی تو خود بخود برات والوں کو بلائیں گے۔ الحق یعلوا ولا یعلیٰ علیہ۔ آپ ڈٹ جائیے پھر دیکھئے فتح ہوتی ہے یا نہیں۔

اب میں آج کے عنوان کے متعلق شہادت پیش کرنا چاہتا ہوں۔ (مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلٰهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا)

سورہ بنی اسرائیل رکوع ۲ پ ۱۵

(ترجمہ: جو کوئی دنیا چاہتا ہے تو ہم سردست دنیا میں اسے بھی جس قدر چاہتے ہیں دیتے ہیں۔ پھر ہم نے اس کے لیے جہنّم تیار کر رکھی ہے۔ جس میں وہ ذلیل وخوار ہوکر گرے گا)۔

وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا

ترجمہ: اور جو آخرت چاہتا ہے اور اس کے لیے مناسب کوشش بھی کرتا ہے اور وہ مؤمن بھی ہے تو ایسے لوگوں کی کوشش مقبول ہوگی۔

مندرجہ بالا آیات میں دو قسم کے انسانوں کا ذکر ہے:

۱۔ دنیا کو محبوب بنانے والے۔ ان کے متعلق فرماتے ہیں کہ جتنا ہم چاہیں گے دیں گے۔ یہ نہیں کہ وہ جتنا چاہیں گے اتنا مل جائے گا۔

۲۔ آخرت کو محبوب بنانے والے۔ یہ دن رات اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ ان کو ان کی نیکیوں کا پُورا معاوضہ دیں گے۔ اللہ تعالیٰ رزق تو کافر مشرک سب کو دیتا ہے حتّٰی کہ دہریوں کو بھی دیتا ہے جو اس کی ذات کے بھی منکر ہیں۔ اس کا ارشاد ہے:

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِى الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا (پ ۱۲ کی پہلی آیۃ)

ترجمہ:

جب رزق کا اس نے ٹھیکہ لے رکھا ہے تو اعلیٰ نہ سہی ادنیٰ ہی سہی دے گا تو ضرور۔ دعا کیجئے اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو آخرت کی زندگی کو نصب العین بنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

ان دونوں قسموں کے انسانوں کا نصب العین دنیا میں علیحدہ علیحدہ ہوگا۔ دنیا کو محبوب بنانے والے اذان سُن کر بھی دربارِ الٰہی میں حاضری کے لیے نہیں آئیں گے۔ آخرت کو محبوب بنانے والوں کو اذان کی آواز سنائی بھی نہ دے وہ گھڑی دیکھ کر مسجد کی طرف چل دیں گے۔

دنیا اور آخرت میں تعارض ہو تو پتہ چلتا ہے کہ کون دنیا کا طالب ہے اور کون آخرت کا۔ دونوں کی پہچان کے لیے علیحدہ علیحدہ علامتیں ہیں۔ آخرت کے طالب کے دل میں اخلاص ہوگا اور وہ کفر و شرک وغیرہ امراض روحانی سے پاک ہوگا۔ اُس کا ہر سانس بارگاہِ الٰہی میں محبوب ہوگا۔ دنیا کے طالب کفر و شرک وغیرہ میں مبتلا ہوں گے۔

اس دُنیا میں تو جنّت کوڑیوں کے مول ملتی ہے۔ اس کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کا ایک ارشاد نقل کرتا ہوں۔

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ دوزخیوں کو ایک صف میں کھڑا کیا جائے گا۔ پھر ان کے پاس سے بہشتیوں میں سے ایک آدمی گزرے گا۔ پھر دوزخیوں میں سے ایک آدمی اُسے کہے گا۔ اے فلاں کیا تو مجھے پہچانتا نہیں۔ میں وہی ہوں جس نے تمہیں ایک مرتبہ پانی پلایا تھا۔ اور بعض نے کہا ہے کہے گا۔ میں وہی ہوں جس نے تمہیں وضو کے لیے پانی دیا تھا۔ پھر وہ بہشتی اس کے حق میں شفاعت کرے گا۔ پس اللہ تعالیٰ اُسے بہشت میں داخل کر دے گا۔

دُنیا کمانا تو کوہ کندن کاہ برآوردن والا معاملہ ہے۔ یہاں بڑی مصیبت ہے۔ لیکن آخرت کی نجات کا تمغہ بڑا سستا ملتا ہے۔

اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو آخرت کی زندگی کی کامیابی کو دنیا میں ہی اپنا نصب العین بنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

شعبی سہل اور مبشر نے اپنے اسناد کے ساتھ بیان کیا ہے :۔

"جب لوگوں نے عمرؓ کی باتیں سنیں اور ان کے کام دیکھے اور ان کا بازاروں میں گھومنا اور ان کا مختلف راستوں کا گشت لگانا اور ان کا عدل و انصاف جسے انہوں نے مختلف قبیلوں میں قائم کیا تھا، مشاہدہ کیا اسی طرح تعلیم اور ارشاد کے بارے میں ان کی کوششیں اور غازیوں کے متعلقین کی خبرگیریاں، جب یہ تمام چیزیں دیکھیں تو لوگوں کو ابوبکرؓ اور خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم یاد آ گئے۔ قوم نے اس رائے کا اظہار کیا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا علم ابوبکرؓ کے علم سے اور ابوبکرؓ کا علم عمرؓ کے علم سے زیادہ تھا۔ اور ابوبکرؓ و عمرؓ دونوں ایک ہی راستہ پر گامزن ہوئے مگر ابوبکرؓ کی نرمی اور عمرؓ کی سختی دونوں انتہا کو پہنچی ہوئی تھیں۔ لیکن ابوبکرؓ اپنی نرمی کے باوجود دین کے معاملے میں ادنیٰ سا انحراف برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ یعنی ان کی نرمی وہاں تھی جہاں اسے ہونا چاہئے تھا۔ اسی طرح عمرؓ اپنی سختی

امیرالمومنین
فاروق اعظم
رضی اللہ عنہ

آقائے دوجہاںؐ کے رفیق و معتمد،
جلیل القدر صحابی

اور تندی کے باوجود حد سے تجاوز نہ کرتے تھے یعنی ان کی سختی ہمیشہ برمحل ہوتی تھی۔

ابن شہاب نے ثعلبہ بن ابی ملیک کے حوالے سے بیان کیا ہے :۔

"ایک بار عمرؓ نے مدینہ کی خواتین میں کچھ پارچات تقسیم کئے۔ ایک نفیس قسم کا کپڑا بچ رہا تھا۔ کسی نے کہا۔ اسے بنتِ رسول اللہ (مراد امّ کلثوم بنتِ علیؓ جو عمرؓ کی زوجیت میں تھیں) کے لئے بھجوا دیں۔ فرمایا :

"امّ سلیط کو اس کا حق زیادہ پہنچتا ہے۔ امّ سلیط کے والد نے احد کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جان نثاری میں ہم پر سبقت حاصل کی تھی (یہ حدیث صرف بخاری میں موجود ہے)

زید بن اسلم نے اپنے والد سے روایت کی ہے :

"امیرالمومنین کا ایک بار میرا بازار تک ساتھ ہو گیا۔ اتنے میں ایک جوان عورت ان کے قریب آ گئی۔ عورت نے کہا۔

"امیرالمومنین! میرا شوہر مارا جا چکا ہے اس نے بہت چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑے ہیں۔ ان بچوں کا عجیب حال ہے نہ ان کے لئے کوئی کھانے پینے کا بندوبست ہے نہ دودھ کا۔ مجھے اندیشہ ہے یہ سب مر جائیں گے میں خفاف بن ایماء الغفاری کی بیٹی ہوں میرے والد حدیبیہ میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ تھے"۔

امیرالمومنین (رضی اللہ عنہ) وہیں رک گئے اور فرمایا :۔

"سبحان اللہ"

سبحان اللہ! کیا سلسلہ نکل آیا"۔

اس کے بعد وہ ایک اونٹ کی طرف، جو مرکز میں بندھا ہوا تھا متوجہ ہوئے، اور اس پر دو بڑے بڑے تھیلوں میں کھانے کا سامان لاد دیا۔ ان تھیلوں کے بیچ میں کچھ نقد اور کچھ کپڑے بھی رکھ دئے اور پھر اس کی نکیل جوان عورت کے ہاتھ میں دیتے ہوئے فرمایا :۔

"اسے لے جاؤ اور یہ سامان ختم ہوتے ہوتے تمہیں اللہ اور دے گا"۔ ایک آدمی یہ سب دیکھ رہا تھا وہ بول اٹھا :۔

"امیرالمومنین! آپ نے تو اسے بہت دے ڈالا"۔ ارشاد ہوا

"تمہیں کیا معلوم، میری آنکھ اس وقت بھی وہ منظر دیکھ رہی ہے کہ گویا اس عورت کے والد اور اس کے بھائی نے ایک مدّت تک ایک قلعہ کا محاصرہ کر رکھا ہے۔ پھر ان دونوں نے قلعہ کو فتح کیا صبح ہوئی تو ہمیں قلعے کے اندر ہر طرف ان باپ بیٹوں کے چلائے ہوئے تیر نظر آ رہے تھے۔ (یہ روایت بھی صرف بخاری میں موجود ہے)

> عمرؓ بن خطاب فوجی سرداروں کو عسکری مہمات پر روانہ فرماتے تو انہیں اللہ سے ڈرنے کی تلقین فرماتے ——

اوزاعی سے روایت ہے :

"عمرؓ ایک رات جستجوئے احوال قوم میں نکلے۔ طلحہؓ نے امیرالمومنینؓ کی نظر بچا کر چلت شروع کیا۔ عمرؓ پہلے ایک مکان میں داخل ہوئے وہاں کیا دیکھتے ہیں کہ ایک اندھی اپاہج بڑھیا بیٹھی ہوئی ہے۔ عمرؓ نے پوچھا۔ "یہ آدمی تمہارے یہاں کیوں آتا ہے"

بڑھیا نے کہا "یہ آدمی ایک زمانہ سے میری خدمت کر رہا ہے اور میرے دکھ درد کا علاج کرتا ہے"۔

عمرؓ نے یہ سن کر کہا "طلحہ! تجھے تیری ماں روئے، عمرؓ کے نقشِ قدم لینے چلا ہے"۔

ابن عمرؓ سے روایت ہے

"کچھ تاجر لوگ مصلّی نام کے مقام پر آ کر رکے۔ امیرالمومنینؓ نے عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے کہا۔

"آؤ چلیں آج کی رات ان لوگوں کی پاسبانی کریں"۔

تمام رات یہ دونوں جاگتے رہے اور قافلہ کی حفاظت کرتے رہے اور جتنی اللہ نے توفیق دی عبادت بھی کرتے رہے —— ناگاہ عمرؓ کے کان میں ایک بچّہ کے رونے کی آواز آئی۔ امیرالمومنین فوراً متوجّہ ہوئے اور بچّہ کی ماں سے فرمایا :۔

"اللہ سے ڈرو اور بچّہ کی دیکھ بھال میں کمی مت کرو"۔

اور اس کے بعد اپنی جگہ پر لوٹ آئے۔ تھوڑی دیر میں رونے کی آواز پھر آئی۔ امیرالمومنینؓ

نے ایک بار پھر بچہ کی ماں کو تنبیہ کی! لیکن رات کے پچھلے پہر جب بچہ نے پھر رونا شروع کیا تو حضرت عمرؓ سے بالکل نہ رہا گیا اور انہوں نے عورت سے کہا :۔

" تو بڑی شقی القلب عورت معلوم ہوتی ہے آخر وجہ کیا ہے کہ بچہ رونے سے نہیں باز آرہا ہے " عورت بولی :۔

" اللہ کے بندے! تو نے میری رات عذاب کر دی میرے لئے! ارے میں اس بچہ کا دودھ چھڑا رہی ہوں اسی میں یہ ضد کر رہا ہے "۔

" مگر کیوں؟ " امیرالمومنینؓ نے پوچھا

عورت بولی " اس لئے کہ عمرؓ صرف ان بچوں کے لئے روزینے مقرر کرتا ہے جو دودھ پیتے نہ ہوں "۔ امیرالمومنینؓ نے سوال کیا۔

" اس بچہ کی کیا عمر ہے؟ "

عورت بولی " یہ ... مہینے کا ہے "۔ فرمایا :۔

" بہر حال وقت سے پہلے اس بچہ کو چھاتی سے مت جھٹک "۔

اس کے بعد اعلان کرایا گیا کہ بچوں کا دودھ چھڑانے میں عجلت نہ برتنی چاہئے۔ اب ہر مسلمان بچہ کے لئے پیدائش ہی سے روزینہ مقرر ہو جایا کرے گا "۔

عبداللہ ابن عباسؓ کا بیان ہے

" عمر بن الخطابؓ شام کے سفر پر نکلے تو مرغ کے مقام پر ابوعبیدہ بن الجراحؓ اور دوسرے سپہ سالاروں نے ان کا استقبال کیا اور انہیں اطلاع دی کہ شام وباء کی زد میں آگیا ہے۔ امیرالمومنینؓ نے مجھ سے

عمر رضی اللہ عنہ
صائم الدہر تھے
یعنی سال کے
اکثر ایام میں
روزے سے
رہتے تھے۔

کہا کہ مہاجرین صحابہؓ کو بلا لاؤں۔ میں نے ایسا ہی کیا۔ امیرالمومنینؓ نے ان سے مشورہ کیا اور انہیں یہ اطلاع دی کہ شام میں وباء پھوٹ پڑی ہے اب عمری پیشقدمی کے بارے میں اختلاف پیدا ہو گیا ہے۔ کچھ لوگوں نے کہا :

" آپ ایک مہم پر نکلے ہیں تو مناسب یہی ہے کہ اسے پورا کئے بغیر واپس نہ لوٹیں "۔ دوسرے گروہ کی رائے یہ تھی کہ حضرت عمرؓ کا اصحاب نبیؐ اور دوسرے چیدہ چیدہ لوگوں کو لے کر ایسے وبائی علاقے میں جانا صحیح قدم نہ ہوگا۔ یہ مشورہ ہو چکا تو مہاجرین رخصت کر دئیے گئے اور انصار کی طلبی ہوئی۔ میں جا کے انصار کو بلا لایا ان کا حال بھی وہی مہاجرین کا سا رہا ان میں بھی اختلاف رائے پیدا ہوا چنانچہ انہیں بھی رخصت کر دیا گیا۔ اس کے بعد قریش کے بزرگ سال طلب ہوئے ان میں البتہ کوئی اختلاف پیدا نہ ہوا اور انہوں نے یک زبان ہو کر کہا کہ آپ ان تمام آدمیوں کے ساتھ واپس لوٹ جائیں اور وبائی علاقہ میں داخل مت ہوں۔ اب امیرالمومنین نے منادی کرا دی کہ دوسرے دن وہ صبح ہی صبح واپسی کے لئے سوار ہو جائیں گے۔ لوگ بھی تیار ہو گئے۔ اس موقع پر ابوعبیدہ نے کہا :۔

" یہ تقدیر الٰہی سے فرار کیسا؟ "

امیرالمومنین بولے " ابوعبیدہ! یہ تم کیا کہہ رہے ہو، ہم تو تقدیر الٰہی کے ایک دائرہ کار سے تقدیر

الٰہی کے دوسرے دائرہ کار کی طرف جا رہے ہیں "۔

فرض کرو تمہارے پاس اونٹوں کا ایک ریوڑ ہو اور تم اسے لے کے کسی پہاڑ کے دامن میں جا نکلو۔ دامن کوہ کا ایک حصّہ سرسبز و شاداب اور دوسرا خشک اور بے آب و گیاہ ہو۔ اب تم اونٹوں کو شاداب حصّہ میں چراؤ گے تو یہ ازروئے تقدیر ہو گا اور انہیں خشک حصّہ میں لے جاؤ گے تو یہ بھی ازروئے قضائے الٰہی یعنی تقدیر ہی ہو گا "۔

یہ بحث جاری ہی تھی کہ عبدالرحمان بن عوفؓ جو کسی سبب سے موقع پر موجود نہ تھے، آگئے اور اعلان کیا " اس سلسلہ کی ایک اہم چیز میرے علم میں ہے میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو فرماتے سنا ہے کہ اگر تم کسی علاقہ کے بارے میں سنو کہ وہ وباء کی زد میں آگیا ہے تو ادھر کا رُخ مت کرو اور اگر تم وباء زدہ علاقہ میں ہو اور پہلے سے موجود ہو تو وہاں سے بھاگنے کی کوشش مت کرو "۔

یہ سن کر حضرت عمر فاروقؓ نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ (یہ روایت بخاری و مسلم دونوں میں موجود ہے)

زید بن اسلم نے اپنے والدین سے روایت کی ہے :

" ایک موقع پر ہم امیرالمومنین کے ساتھ انتہائی سردی کے موسم میں نکلے اور ہم اس قدر آگے نکل گئے کہ رات آ گئی جب ہم " صرار " کے مقام پر پہنچے تو وہاں ہمیں دُور سے آگ جلتی ہوئی نظر آئی۔ مجھ سے فرمایا :۔

" اسلم! دیکھنا کچھ مسافر رات گذارنے اور سردی سے بچنے کے لئے رُک گئے ہیں چلو ذرا ان کی خبر لے آئیں "۔

چنانچہ ہم لوگ آگے بڑھ گئے اور جہاں آگ روشن تھی اس سے بالکل قریب ہوئے تو ہم نے دیکھا کہ ایک عورت ہے اور اس کے چند چھوٹے چھوٹے بچے ہیں اور حالت یہ ہے کہ بچے ایک دیگچی کے ارد گرد جو آگ پر چڑھی ہے ہنگامہ بپا کئے ہوتے ہیں ـــ امیرالمومنینؓ نے قریب جا کر کہا " روشنی والو! (یہ نہیں کہا کہ آگ والو!) تم پر سلام "۔ عورت نے جواب دیا " تم پر بھی سلام "

میں، بہت بڑا والی ثابت
ہوں گا۔ اگر خوش ذائقہ چیزیں خود
کھاؤں اور قوم کے لوگ اس
سے محروم رہیں ـــ (قولِ عمرؓ)

پوچھا " میں قریب آ سکتا ہوں؟ "

عورت بولی : اگر کوئی نیک مقصد ہے تو ہاں ورنہ ہمیں ہمارے حال پر چھوڑ دو "۔

اب مزید مکالمہ ملاحظہ ہو

" امیرالمومنین : " تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ اس وقت اس

بیابان میں ہو ؟"

عورت : ایک تو رات اور پھر سردی اس وقت ہم جاتے بھی کہاں ؟"

امیرالمومنین : یہ بچے کیوں شور کر رہے ہیں ؟"

عورت : بھوک کے سبب"

امیرالمومنین : اس دیگچی میں کیا چڑھا رکھا ہے ؟

عورت : کچھ بھی نہیں ۔ یہ تو ایک بہانہ ہے کہ بچے سو جائیں ہمارے اور عمرؓ کے درمیان خدا ہے بس "

امیرالمومنین : اللہ تم پر رحم کرے ۔ یہ تو سوچو کہ عمرؓ کو معلوم کہ تم کس حال میں ہو ۔

عورت : عمرؓ ہماری ولایت اور سرداری قبول کرتا ہے اور پھر ہم سے غافل ہو جاتا ہے"

مکالمہ یہیں ختم ہو گیا اور امیرالمومنین مجھ سے مخاطب ہوئے اور فرمایا کہ ہم واپس چلیں ۔ ہم چل پڑے اور آٹے کے سرکاری گودام میں پہنچے ۔ وہاں آپ نے ایک پیپے میں آٹا اور ایک بڑے برتن میں روغن لیا اور پھر مجھے حکم دیا کہ یہ دونوں چیزیں ان پر لاد دیں ۔ میں نے ایسا کرنے میں تکلف کیا تو ناراض ہونے لگے کہ تیری ماں تجھے روئے تو قیامت کے روز بھی میرا بوجھ اٹھائے گا ۔"

غرض امیرالمومنین نے سارا سامان خود ہی اٹھا لیا ۔ میں ان کے آگے آگے تھا ۔ ہم اب اسی جگہ پہنچ گئے تھے ۔ یہ سامان عورت کے آگے ڈال دیا گیا ۔

اس کے بعد آٹے کی کچھ مقدار لے کر امیرالمومنینؓ نے عورت سے کہا کہ وہ اسے بھون لے ۔ اور پھر خود انہوں نے اس سے حریرہ تیار کیا اور دیگچی کو چولھے پر سے اتار لیا ۔ اس کے بعد تھوڑا سا حریرہ ایک برتن میں نکال کر عورت کو دے دیا کہ وہ بچوں کو کھلائے اور بقیہ کو خود ٹھنڈا کرتے رہے عورت بچوں کو کھلاتی رہی اور امیرالمومنینؓ اس سے تعاون کرتے رہے ۔ بچے اب بالکل ہی شکم سیر ہو چکے تھے اور کھانا بچ گیا تھا ۔ امیرالمومنین اٹھ کر کھڑے ہوتے اور میں بھی ۔ عورت بولی :۔

"اللہ تمہیں جزائے خیر دے امیرالمومنین تو تم کو ہونا چاہئے تھا ۔

فاروق اعظمؓ نے فرمایا ۔

"امیرالمومنین کے پاس پہنچنا تو میرے حق میں کلمہ خیر کہنا انشاءاللہ میں وہاں موجود ہوں گا ۔"

اس کے بعد وہ ایک گوشے میں کھڑے ہو گئے کہ عورت انہیں پہچان نہ سکے ۔ میں نے کہا " آپ کی شان اس سے بہت بلند ہے ۔ امیرالمومنینؓ نے مجھے کوئی جواب نہ دیا ۔ اور انہوں نے بات اس وقت شروع کی جب بچے بفراغت و اطمینان سو گئے ۔ فرمایا :

" اسلم ! یہ بچے بھوک کے باعث جاگے ہوئے تھے اور بلک رہے تھے ۔ اور میں منتظر تھا کہ یہ منظر دیکھ لوں ، یعنی یہ کہ بچے

عمرؓ ہماری ولایت اور سرداری قبول کرتا ہے ، اور پھر ہم سے غافل ہو جاتا ہے ؟

آسودہ ہو کے سو جائیں تو کچھ اور کروں ۔"

عبداللہ بن زید بن اسلم نے اپنے والد سے اور انہوں نے اپنے والد سے روایت کرتے ہیں :۔

"عمرؓ صائم الدھر تھے یعنی سال کے اکثر ایام میں روزہ سے رہتے تھے ۔ پھر قحط سے پُر آشوب لیل و نہار آئے تو اس دَورِ محن میں مہ و پروین کے امیر نے روٹیوں کو زیتون کے تیل سے کھانا شروع کیا ۔ یہ کیفیت کچھ دنوں رہی تا آنکہ کچھ بھیڑیں اور بکریاں ذبح کی گئیں ۔ اس موقع پر امیرالمومنین کے لئے خاص طور پر کلیجی وغیرہ لائی گئی مگر آپ نے کھانے سے انکار کر دیا اور فرمایا

"میں بہت بڑا والی ثابت ہوں گا اگر میں خوش ذائقہ چیزیں خود کھاؤں اور قوم کے لوگ اس سے محروم رہیں ۔ چنانچہ ان کے لئے وہی نان اور روغن زیتون فراہم کئے گئے ۔ انہوں نے خود اپنے ہاتھوں سے روٹیاں توڑ توڑ کر زیتون کے تیل میں ڈالیں ۔ اور جب ملیدہ تیار ہو گیا ۔ تو دفعتہً فرمایا :۔

"میں اپنے بال بچوں سے تین دن سے نہیں ملا وہ اس وقت تنغ میں پڑے ہوئے ہیں ۔ شاید ان کے پاس کھانے پینے کو کچھ نہ ہو یہ انہیں پہنچا دو ۔" اور خود پھر بھی کچھ نہ کھایا ۔

ابن سعد نے عوف بن حارث سے اور انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے ،

"قحط کے سال کو رمادہ (مراد خاکستر یا مادہ سوختہ) کا سال اس لئے کہنے لگے کہ اس وحشتناک سال میں یہ ہوا کہ زمین کل کی کل کالی اور بالکل جلے ہوئے مادہ کی طرح نظر آنے لگی ۔ یہ کیفیت سات ماہ رہی ۔ اسی دَور کا ایک واقعہ ابن سعد نے بیان کیا ہے ۔

امیرالمومنینؓ کے بیٹوں میں کسی کے ہاتھ میں ککڑی کی قسم کی کوئی چیز دیکھی گئی ۔ باپ کو یہ منظر اچھا نہیں معلوم ہو سکتا تھا کہنے لگے :۔

"خوب ! امتِ محمدیہ ہلاک ہو رہی ہے اور تم امیرالمومنین کے بیٹے لذیذ پھل کھا رہے ہو ۔"

لڑکا بے تحاشا بھاگا اور اس خوف سے رونے لگا کہ کہیں اس سے وہ چیز چھن نہ جائے لوگوں نے کہا ۔

"امیرالمومنین ! جانے دیجئے یہ پھل غریب نے مٹھی بھر دانوں کے عوض خریدا ہے ۔"

(باقی آئندہ)

ابوبکرؓ کی نرمی اور عمرؓ کی سختی دونوں انتہا کو پہنچی ہوئی تھیں لیکن ابوبکرؓ اپنی نرمی کے باوجود دین کے معاملے میں ادنیٰ سا انحراف برداشت نہ کر سکتے تھے

بحث و نظر

قسط ۲

مسئلہ دیت

قتل خطا میں "عورت کی کامل دیت" کتاب و سنّت سے ثابت نہیں

قاری محمد یوسف شیخوپورہ

دُوسری دلیل

انٹرویو دینے والے پروفیسر محمد وارث میر کہتے ہیں کہ میں نے صحابہ کرامؓ کے اقوال کی طرف اشارہ کیا تو قادری صاحب نے فرمایا:

الف: حضورؐ سے صحیح اور قوی سند کے ساتھ ثابت شدہ ایک حدیث بیان کر دی جو صحاح ستہ کی کتاب سنن ابی داؤد بیہقی اور دیگر کئی کتب حدیث میں درج ہے۔ حضرت علیؓ سے مروی اس حدیث کے مطابق حضورؐ نے فرمایا کہ تمام مسلمانوں کا خون برابر ہے۔

ب: اس حدیث کی شرح میں شیخ عبدالحق محدث نے اپنی کتاب اشعۃ اللمعات جلد ۳ صفحہ ۲۳۳ پر تصریح فرما دی ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ تمام مسلمان قصاص دیت، دونوں معاملات میں اپنے خون میں برابر کا درجہ رکھتے ہیں۔ اور اس میں کسی بڑے کو چھوٹے پر اور کسی مرد کو عورت پر کوئی فوقیت حاصل نہیں ہے۔

ج: قادری صاحب کہتے ہیں کہ بیشتر لوگوں نے تردیدی بیانات میں اس بات کو توڑ موڑ کر بیان کیا ہے اور یہ وضاحت دینے کی کوشش کی ہے کہ حضرت دہلوی نے کچھ اور بیان فرمایا ہے حالانکہ یہ کتاب معروف عالم ہے ہر شخص رائے زنی کی بجائے اپنی کھلی آنکھوں سے پڑھ سکتا ہے۔

دوسری دلیل پر تبصرہ

ڈوبتے کو تنکوں کا سہارا۔ پروفیسر صاحب نے حدیث سے جو دلائل پیش کیے ہیں ہم نے بالترتیب انہی کے الفاظ میں پیش کر دیئے ہیں۔ ان کے پیش کردہ نکات پر بالترتیب ہماری رائے مندرجہ ذیل ہے:

الف: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث بالکل صحیح ہے ہمیں اس کی صحت کے لیے کسی تائیدی حوالے کی ضرورت نہیں۔

ب: شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے اس حدیث کی شرح میں جو کچھ ارشاد فرمایا ہے وہ بھی بالکل بجا درست اور صائب ہے لیکن اس وضاحت و تشریح سے آپ جو تاثر دینا چاہتے ہیں کہ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ بھی اس حدیث اور تشریح کے پیش نظر مقدار دیت میں مرد اور عورت کی مساوات کے قائل ہیں قطعی طور پر غلط اور خلاف واقعہ ہے کیوں؟

ج۔ اس لیے کہ آپ کے ارشاد کے مطابق ہم نے آنکھیں کھول کر حضرت شیخ کے ارشادات کو پڑھا تو مشکوٰۃ شریف کے صفحہ ۳۰۲ پر باب الدیات میں فصل اول کی دوسری حدیث جو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اس حدیث میں "فی جنین امرأۃ" کے کلمات میں لفظ جنین پر حاشیہ ۹ ہے اس حاشیہ میں لمعات (جو حضرت شیخ عبدالحق صاحب دہلوی کی تصنیف کردہ مشکوٰۃ شریف کی شرح ہے) کے حوالہ سے ایک ایسی عبارت موجود ہے جسے پڑھنے کے بعد اگر اللہ تعالےٰ کی توفیق شامل حال ہو تو پروفیسر صاحب کی آنکھیں ہی نہیں دل و دماغ کے دریچے بھی کھل جائیں گے

کہ پروفیسر صاحب تو انہیں مجمل عبارت کی بنیاد پر مرد عورت کی برابر دیت ماننے والوں میں گھسیٹ کر لانا چاہتے تھے لیکن وہ جمہور امت کے مطابق قتل خطا کی صورت میں مرد کے مقابلہ میں عورت کی نصف دیت کا واضح اور غیر مبہم فیصلہ لکھتے نظر آتے ہیں۔

لِاَنَّہٗ اِنْ سَقَطَ حَیًّا ثُمَّ مَاتَ فَیَجِبُ فِیْہِ کَمَالُ الدِّیَۃِ فَاِنْ کَانَ ذَکَرًا وَجَبَتْ مِائَۃٌ مِّنَ الْبَعِیْرِ وَاِنْ کَانَ اُنْثٰی فَخَمْسُوْنَ لِاَنَّ دِیَۃَ الْاُنْثٰی نِصْفُ دِیَۃِ الرَّجُلِ۔

(حاملہ کو مارنے کی صورت میں اگر اسقاط حمل ہو جائے تو) اگر بچہ زندہ پیدا ہونے کے بعد مر جائے تو کامل دیت واجب ہوگی پھر اگر وہ بچہ مذکر ہو تو سو اونٹ واجب ہوں گے اور اگر وہ (مرنے والا بچہ) لڑکی ہو تو پچاس اونٹ واجب ہوں گے کیونکہ عورت کی دیت مرد کی دیت کے مقابلہ میں نصف ہوتی ہے۔

قادری صاحب سے ایک سوال

حضرت شیخ دہلوی مرحوم نے آپ کے حوالہ کے مطابق اشعۃ اللمعات میں قصاص و دیت میں برابری کا لکھا ہے اور اس کا مفہوم بھی اگر وہی ہو جو آپ بیان کرتے ہیں کہ اس کا مطلب مقدار دیت میں بھی برابری ہے تو قدرتی طور پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ لمعات میں حضرت شیخ دہلوی مرحوم نے یہ بات اتنی وضاحت سے کیوں لکھی ہے کہ:

لِاَنَّ دِیَۃَ الْاُنْثٰی نِصْفُ دِیَۃِ الرَّجُلِ۔ عورت کی دیت مرد کے مقابلہ میں نصف ہوتی ہے۔

آپ کے بیان کردہ مفہوم کے مطابق حضرت شیخ دہلوی مرحوم تضاد بیانی کے مرتکب ہوئے ہیں اُن کو یہ بھی یاد نہ رہا کہ میں نے یہ مسئلہ پہلے کیسے لکھا تھا اور اب کیا لکھ رہا ہوں۔

ہمارا موقف

ان دو متضاد حوالوں کے پیش نظر ہمارا موقف یہ ہے کہ قصاص و دیت میں برابری کا مطلب مقدار دیت میں برابری نہیں جو آپ مراد لیتے ہیں۔ اور جس کی وجہ سے حضرت شیخ دہلوی مرحوم جیسے عظیم محدث تضاد بیانی اور سوء حفظ کے عیوب سے ملوث نظر آتے ہیں بلکہ قصاص دیت میں برابری کا مطلب، قصاص اور وجوب دیت میں برابری ہے۔ یہ بات تاویل و توجیہہ کے درجہ میں نہیں بلکہ حقیقت اور واقعہ کے عین مطابق ہے کیونکہ ہمارے اس موقف کو سامنے رکھ کر حضرت شیخ دہلوی مرحوم کی لمعات والی عبارت پڑھیں تو آپ کو تضاد بیانی اور سوء حفظ کا احساس تک بھی نہیں ہوگا۔ دونوں عبارتیں اپنے اپنے موقعہ پر درست برمحل اور صحیح نظر آئیں گی دونوں عبارتوں کے غیر متضاد اور واقعاتی طور پر منطبق مطالب جب سامنے آتے ہیں تو حضرت شیخ دہلوی مرحوم وقت نظر اصابت رائے اور جمہور امت کے مسلک کی ترجمانی میں ممتاز اور یگانہ روزگار نظر آتے ہیں۔

ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اُس روایت پر تبصرہ کر رہے تھے جس کے اصل الفاظ المسلمون تتکافأ دمائھم ہیں ان کا ترجمہ پروفیسر محمد وارث صاحب میر کے مطابق تمام مُسلمانوں کا خون برابر ہے۔ حدیث کے الفاظ میں تمام مسلمانوں کے خون کی برابری کا بیان ہے اور بس الفاظ کی رُو سے ظاہر ہے کہ یہ حدیث صرف قصاص میں برابری اور مساوات کی مظہر ہے۔ مقدار دیت کے بارہ میں یہ حدیث خاموش ہے قادری صاحب نے اس حدیث کی شرح میں حضرت شیخ دہلوی مرحوم کے حوالہ سے مقدار دیت میں بھی مساوات ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی جس کی تفصیل ہم نے سطور بالا میں درج



الفضل کی بندش کے بعد قادیانیوں کا نیا حربہ

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب

آپ کے مؤقر جریدہ کے توسط سے ایک مذہبی و قومی مسئلہ کی طرف مسلمانان پاکستان کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ صدارتی آرڈیننس کی رو سے قادیانی اپنی تبلیغ نہیں کر سکتے۔

قادیانی جماعت کے آرگن 'الفضل' ربوہ و دیگر قادیانی جرائد نے اس آرڈیننس کی خلاف ورزی کی۔ حکومت پنجاب نے پریس اینڈ پبلیکیشنز آرڈیننس کے تحت قادیانی پریس ضیاء الاسلام کو تین ماہ کے لیے سربمہر کر دیا، جس کے باعث قادیانی جرائد کی اشاعت معطل ہو گئی۔

قادیانیوں نے روزنامہ "پیغام" اور ہفتہ وار "امن" فیصل آباد کی اشاعتوں سے اپنی ضرورت پوری کی۔ ان رسائل کو ہزاروں کی تعداد میں ربوہ اور اندرون و بیرون ملک تقسیم کیا گیا۔

یہ ہر دو (پیغام و امن) مسلمان ایڈیٹروں کے رسالے تھے۔ گویا قادیانیوں نے اپنے جرائد کی بندش سے ان مسلمان ایڈیٹروں کے جرائد کو اپنی جماعتی ضرورت کے لیے استعمال کیا۔

اس صورتِ حال سے مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کو شدید کوفت ہوئی۔ اس کا بروقت نوٹس لیا گیا۔ فیصل آباد کے جلسۂ عام میں اور مساجد میں قراردادوں کے ذریعہ اس پر شدید کرب و اضطراب کا اظہار کیا گیا۔ چار پانچ روز گذر جانے کے بعد ان ایڈیٹرز حضرات کی طرف سے مکمل سکوت پا کر فیصل آباد کی مجلس کی طرف سے ایک پوسٹر شائع کیا گیا۔ جس کے جواب میں پیغام کے ایڈیٹر سید محمد وکیل جیلانی نے اخبارات کو ایک وضاحتی مکتوب اور پھر بعد میں اسے پوسٹر کی شکل میں شائع کیا۔

تاریخ کا ریکارڈ درست رکھنے کے لیے اس ضمن میں چند گذارشات پیش کرنا اپنا جماعتی فرض سمجھتا ہوں۔ سید جیلانی صاحب کے وضاحتی بیان سے تین امور پر اس وقت اظہارِ خیال ضروری ہے۔

۱۔ میرے اخبار کا یہ ایڈیشن میرے علم میں لائے بغیر شائع کیا گیا اور اس سے میری کردار کشی ہوئی۔

۲۔ مجھے افسوس ہے کہ مقامی مجلس ختم نبوت نے مجھ سے وضاحت طلب کیے بغیر انتہائی قدم اٹھایا۔

۳۔ اس ایڈیشن میں مرزائیوں کی خبریں ہیں تبلیغ نہیں۔ یہ کہ میں ختم نبوت کا قائل ہوں۔

پہلے امر کی بابت ان کا فرض بنتا ہے کہ وہ اپنے اخبار کے عملے میں اس گندے ذہن کو تلاش کریں جو قادیانیوں کے اغراض کو نہ صرف پورا کرنے میں باک محسوس نہیں کرتا بلکہ جیلانی صاحب کی کردار کشی کا باعث بنتا ہے۔ اسی ذہن کو تلاش کر کے ان کو نکالنا یہ ان کی ذمہ داری ہے ورنہ جو لوگ مرزائیوں کی ضرورت (الفضل کی بندش کے باعث) کو پورا کرتے ہیں وہ جیلانی صاحب کو کسی بڑی مصیبت میں بھی مبتلا کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جیلانی صاحب کو اپنی امان میں رکھیں اور اپنا فرض ادا کرنے کی توفیق دیں۔

امر دوم کہ مقامی مجلس ختم نبوت نے مجھ سے وضاحت طلب کیے بغیر انتہائی قدم اٹھایا۔ یہ مکرم جیلانی صاحب کی اپنے تمام تر احترام کے باوجود زیادتی ہے۔ ۲۰ر جنوری کو ان کا اخبار مرزائی جریدہ 'الفضل' کی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے ان کے عملہ سے مل کر مرزائیوں نے چھپوایا جن کا خود جیلانی صاحب کو اعتراف ہے۔ ۲۱ر جنوری کے جس جلسۂ عام میں احتجاج کیا گیا اس میں موصوف نہ صرف موجود تھے بلکہ خود فرماتے ہیں کہ اس کے بعد جا کر میں نے اپنے اخبار کے فائل کو دیکھا تو اس میں یہ پرچہ موجود تھا۔ یہ ٹھیک ہے کہ یہ ان کے علم کے بغیر چھپا مگر معلوم ہو جانے کے بعد ان پر وضاحت کا جو فرض عائد ہوتا تھا انہوں نے پورا نہ کیا۔

اس کے چار روز بعد مجلس نے اپنا فرض پورا کیا کہ پوسٹر شائع کیا۔ مکرم جیلانی صاحب کو مجلس پر برانگیختہ ہونے کی بجائے مجلس کا شکریہ ادا کرنا چاہیے کہ مجلس کے اس انتہائی اقدام کے بعد ان کو اپنے کیے پر ندامت اور آئندہ نہ کرنے کا عہد کرنا پڑا۔ اسے شریعت کی اصطلاح میں توبہ کہتے ہیں۔ اگر مجلس انتہائی قدم نہ اٹھاتی تو ان کو جس طرح چار روز گذر جانے کے باوجود وضاحت کی ضرورت محسوس نہ ہوئی آئندہ بھی شاید نہ ہوتی۔ یہ صورتِ حال مجلس کے لیے (جس کا طرۂ امتیاز ہی ختم نبوت کا تحفظ ہے) شدید پریشانی کا باعث ہوتی۔ مجلس کے پوسٹر چھاپنے سے مجلس کو تین فائدے حاصل ہوئے:

۱۔ مجلس نے اپنا فرض ادا کیا۔

۲۔ 'الفضل' کی بندش کے بعد مسلمانوں کے جرائد کو قادیانیوں نے استعمال میں لانا شروع کیا۔ اس کا ہمیشہ کے لیے دروازہ بند ہوا کہ اب مسلمانوں کے شدید ردِ عمل کے بعد کوئی مسلمان قادیانیوں کو اپنا پرچہ نہیں دے گا۔ اگر دینے کی جرأت کی تو وہ مسلمانوں کے جذبۂ تحفظ ختم نبوت سے بچ نہ سکے گا۔

۳۔ مجلس کے اس اقدام کے بعد ان مسلمان ایڈیٹرز کو جنہوں نے اپنے پرچے قادیانیوں کے مقاصد کے لیے استعمال کیے ان کو اپنے اِس فعل پر ندامت ہوئی اور توبہ کی توفیق ہوئی۔ یہ مجلس کے لیے باعثِ افتخار ہے۔

امر سوم۔ کہ اس ایڈیشن میں مرزائیوں کی خبریں ہیں تبلیغ نہیں۔ یہ کہ میں ختم نبوت کا قائل ہوں۔ امر سوم کا پہلا نقطہ کہ اس میں مرزائیوں کی تبلیغ نہیں، یہ محل نظر ہے۔ تفصیل کے لیے یہ سطور متحمل نہیں، تاہم جیلانی صاحب اس امر کو ضرور تسلیم فرما کر حقیقت پسندی کا ثبوت دیں کہ مرزائیوں کے الفضل بند ہونے کے بعد مرزائیوں نے ان کے اخبار کو اپنے مقاصد کے لیے استعمال کیا۔ بھلا سوچیے کہ تمام ملتِ اسلامیہ کی کوشش و کاوش کے بعد صدر مملکت کا ایمان پرور جہاد آفریں آرڈیننس اس کی خلاف ورزی میں 'الفضل' بند ہو امتِ محمدیہ خوشیاں منائے اور مرزائی ہمارے مسلمان ایڈیٹرز کے اخبارات سے اپنی ضرورت پوری کریں۔ یہ امر مسلمانوں کے لیے اور مجلس ختم نبوت کے شدید افسوس کا باعث تھا جس کا مجلس اگر بروقت نوٹس نہ لیتی تو یہ اپنے کاز سے مجرمانہ غفلت کا ارتکاب کرتی جس کا مجلس کے متعلقین تصور بھی نہیں کر سکتے۔

باقی رہا یہ کہ جیلانی صاحب ختم نبوت کے قائل ہیں۔ ہمیں گلہ بھی تو یہی ہے کہ ایک عاشقِ رسولؐ سچا اور بہتر مسلمان اس کا اخبار مرزائی ضرورت کے لیے استعمال ہو۔ ہمیں دُکھ یا صدمہ اس لیے ہوا کہ مسلمان سے یہ توقع نہ تھی۔ گلہ اور شکوہ بھی تو اپنوں سے ہوتا ہے نہ غیروں سے۔ ہمیں خوشی ہے کہ انہوں نے مسلمانوں کے ردِ عمل کا سنجیدگی سے مطالعہ کیا اور تلافی کی ہمیں زیادہ خوشی اس دن ہو گی جس دن وہ اپنے اخبار کے عملہ سے ان غلط افراد کو نکال باہر کریں گے جنہوں نے بقول ان کے یہ ایڈیشن شائع کر کے گہری سازش کا شکار ہوئے اور ایڈیٹر کی کردار کشی کا باعث بنے۔

جہاں تک ہفتہ وار 'امن' کا تعلق ہے، اس کے مالک حافظ اکرام اختر ہیں، ان کی طرف سے صورتِ حال کو الجھایا جا رہا ہے۔ فی الوقت اس پر کچھ (باقی ص۲۸ پر)

تعارف و تبصرہ

تبصرہ کے لیے ہر کتاب کی دو جلدیں دفتر میں ضرور بھیجئے : مدیر

نام کتاب	قوت القلوب
تصنیف	شیخ ابوطالب مکی
اردو ترجمہ	مولانا محمد منظور الوجیدی
دیباچہ	حضرت مولانا عبید اللہ انور
صفحات	جلد اول - ۹۸۴
	جلد دوم - ۱۰۰۸
سائز	۶½" × ۱۰"
جلد	ریکسین سکرین پرنٹ
ہدیہ	تین سو روپیہ
ناشر	شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور

شیخ ابوطالب محمد بن عطیہ الحارثی المکی رحمۃ اللہ علیہ چوتھی صدی ہجری کے مایۂ ناز عالم دین اور بلند پایہ صوفیاء میں سے ہیں۔

حافظ ذہبیؒ، حافظ ابن حجر عسقلانیؒ، قاضی ابن خلکانؒ، امام غزالیؒ، شاہ ولی اللہ دہلویؒ اور دوسرے بے شمار علمائے حدیث و تفسیر اور مؤرخین نے ان کے بے مثال علم اور تقویٰ کی گواہی دی۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تمام تصانیف میں اور خصوصاً احیاء علوم الدین میں شیخ ابوطالب مکیؒ کی اس زیرِ نظر کتاب قوت القلوب فی معاملۃ المحبوب سے بھرپور استفادہ کیا۔ ۳۸۶ھ میں بغداد میں ان کی وفات ہوئی۔

ان کا تصوف براہِ راست قرآن و سنت سے ماخوذ ہے اور یہ ایک حقیقت ہے کہ روحانی صفائی اور تزکیۂ باطن، انسان کی سب سے بڑی ضرورت ہے

حدیث مبارک میں تصوف کو احسان کے ساتھ تعبیر کیا گیا ہے۔ جس طرح علماء اسلام نے قرآن و حدیث کے الفاظ و معانی کی حفاظت کی، اسی طرح کتاب و سنت کے ماہرین علماء کرام نے کتاب و سنت سے ماخوذ احسان کے اصولوں یعنی علم تصوف کو منضبط کر کے آئندہ نسلوں پر احسانِ عظیم فرمایا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تینوں اعلیٰ ترین صفات یتلوا علیھم آیاتہ (۲) ویعلمھم الکتاب (۳) والحکمۃ کو ہر نسلِ انسانی تک پہنچایا۔

شیخ ابوطالب مکی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ تالیف "قوت القلوب" پوری ملتِ اسلامیہ میں سب سے زیادہ جامع، منفرد اور قابلِ اعتماد کتاب ہے۔ اسلامی تاریخ میں یہ کتاب بالاتفاق ایک مستند اور لازوال شاہکار کا درجہ رکھتی ہے۔

آج تک علوم تصوف پر جس قدر کتابیں لکھی جا چکی ہیں ان سب کتابوں کا قابلِ اعتماد ماخذ یہی کتاب ہے۔ اس کتاب کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ یہ قارئین کو زندگی کے ہر مرحلہ میں کتاب و سنت اور صحابہ کرامؓ کی پیروی پر آمادہ کرتی ہے اور اسلوبِ کلام اس قدر شیریں ہے کہ کتاب پڑھتے

بونے کہیں بھی اکتاہٹ پیدا نہیں ہوتی۔

کتاب کے شروع میں حضرت مولانا عبید اللہ صاحب انور مدظلہٗ کا بیش قیمت دیباچہ ہے اور کتاب کے مصنف رحمۃ اللہ علیہ کے حالاتِ زندگی پوری وضاحت کے ساتھ دیے گئے ہیں جن سے مصنفؒ اور کتاب کی اہمیت واضح ہوجاتی ہے۔

اس کتاب میں ہر عنوان کے تحت کثرت سے آیاتِ قرآن مجید، احادیث، اقوالِ صحابہؓ و تابعینؒ اور اقوالِ سلف صالحینؒ دیے گئے ہیں اور اسی ترتیب کے ساتھ ذکر ہوئے کہ جس سے ہر موضوع مدلل اور مکمل وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا۔ کتاب و سنّت سے ماخوذ تصوف پر یہ کتاب ہر زمانہ کے لیے ایک قابلِ اعتماد ماخذ اور کامل رہنما بن گئی ہے۔

اس کتاب کو پڑھ کر امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے راہ سلوک و تصوف اختیار کی اور اپنے دور کی سب سے بڑی علمی درسگاہ مدرسہ نظامیہ بغداد کی صدارت سے استعفیٰ دیا۔ یہ اُس دور میں سب سے بڑا علمی اعزاز تھا۔ وہاں سے دمشق پھر بیت المقدس پھر مکہ مکرمہ گئے اور دس سال تک سیاحت، ریاضت اور صوفیائے کرام سے استفادہ میں گزار دیے۔

اس کتاب کا اردو ترجمہ دو ضخیم جلدوں میں مکمل ہوا اور یہ اردو زبان میں پہلا ترجمہ ہے۔ کتاب میں اڑتالیس فصول ہیں۔ ہر فصل میں کئی کئی ابواب ہیں۔

کتاب کا آغاز اذکار سے کیا گیا ہے اور بعض اذکار پہلی بار اس کتاب سے متعارف ہوئے۔ یہ سب اذکار کتاب و سنّت سے ماخوذ ہیں۔ اس کے بعد نماز کے اذکار، قرآن مجید کی تلاوت اور اس کے آداب و مسائل اور روزے کا ذکر کیا گیا۔

اس کے بعد سالکین راہ کے لیے اہم ترین عنوانات پر انتہائی جامع کلام فرمایا۔ محاسبہ، مراقبہ، قرب و قبولیت کی شرائط، نفس کے احوال، زہد، مشاہدہ، مقربین اہل شہود کے مقامات، وساوس اور حجابات پر بحث کی گئی۔ پھر علم اسلام کی اہمیت، اس کی اقسام، اہلِ یقین کے درجات، توبہ، صبر و شکر تسلیم و رضا وغیرہ بے شمار موضوعات پر ایسا جامع کلام کیا ہے جس کی نظیر شاید ہی کسی زمانے میں مل سکے۔

مصنف نے عقائد، اعمالِ خلافت راشدہ، توبہ اور استغفار، عام معاشرتی زندگی، اخلاق عامہ اور اسلامی اقتصادیات کے احوال دل نشین پیرائے میں واضح فرمائے ہیں اور آخری باب میں حلال روزی حاصل کرنے اور حرام سے بچنے کی ترغیب دی ہے کیونکہ اسلام و تصوف میں ہر بات کا دارومدار عقائد درست رکھنا، فرائض و واجبات ادا کرنا اور حلال غذا پر ہے۔

اُردو دنیا آج تک اس اہم کتاب سے محروم تھی۔ اللہ تعالیٰ مولانا محمد منظور الوجیدی کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ انہوں نے پہلی بار اُردو قارئین کو ایک عظیم ترین صاحبِ عمل و صاحبِ تحقیق بزرگ کی ہر زمانہ کی قابلِ اعتماد کتاب سے متعارف کرایا۔ ترجمہ دیکھ کر محسوس ہوتا ہے گویا یہ کتاب اُردو زبان میں تحریر کی گئی ہے اور ایک صاحبِ حال ترجمہ کر رہا ہے۔

ہر عام و خاص کو اس کتاب کا مطالعہ کرنا چاہیے اور یہ کتاب ہر لائبریری کی سب سے پہلی ضرورت ہے۔ اُردو قارئین کے لیے یہ کتاب ایک نایاب تحفہ ہے۔

☆ ☆ ☆

نام کتاب	شرح نخبۃ الفکر فی مصطلح اہل الاثر
مؤلف	حافظ الحدیث ابوالفضل ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ
اردو ترجمہ و تعلیق	مولانا محمد منظور الوجیدی
صفحات	۲۵۶
سائز	۱۰ × ۶½
ناشر	شیخ غلام علی اینڈ سنز لمیٹڈ لاہور۔ حیدرآباد۔ کراچی

شرح نخبۃ الفکر اصول حدیث کے تمام تمام قدیم ماخذ کا بہترین خلاصہ اور اصول حدیث کے تمام علوم پر ایک جامع ترین کتاب ہے۔